عید میلاد جناب امیر المومنین مبارکباد

رجسٹرڈ ...

رسالہ

اصلاح

یہ رسالہ سنی شیعہ نیچری وہابی سب کا ہے۔

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۷ھ | جلد ۱۲

مطبع اصلاح کھجوہ ضلع سارن میں شایع کیا گیا

لہذا حسب ذیل امور پر غور فرمائیں

(۱) آیا اس پرچہ کی شیعہ ملک کو ضرورت ہے یا نہیں ؟ اگر ضرورت نہو تو آپ نہایت آزادی سے تحریر فرمائیں کہ قوم کو یا ہمکو اس پرچہ کی ضرورت نہیں تا کہ سال آئندہ سے اسکا اجرا موقوف کر دیا جائے کیونکہ اڈیٹر نے بخیال ذاتی اسکو جاری کیا ہے نہ باللہ العلی العظیم اس سے کوئی نفع ہو رہا ہے بلکہ خسارہ پر خسارہ ہے۔

(۲) اگر آپ اسکی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو اسکے بقا کی صورت بتائے کہ کیونکر یہ پرچہ چل سکتا ہے۔ اسلئے کہ تین چار سال کے تلخ تجربہ نے بتا دیا ہے موجودہ حالت میں کسی صورت میں بقا ممکن نہیں۔

(۳) اتنا بلکہ تین کام کیا جائے۔ ایک یہ کہ اشاعت میں ترقی دیجائے کہ ہر شخص کم سے کم ۵ خریدار ضرور فراہم کرے کہ کم سے کم دو ہزار خریدار کی تعداد پوری ہو تو اس صورت میں البتہ پرچہ اپنے حال پر باقی رہ سکتا ہے بلکہ ممکن ہے کچھ ترقی کرے **دوسری** صورت یہ ہے کہ صفحات کم کئے جائیں یعنی بجائے ۴۸ یا ۸۰ صفحہ کے پھر ۳۲ صفحہ کر دیا جائے کہ کسیطرح زندگی کے دن پورے ہوں **تیسری صورت** یہ ہے کہ جو حضرات کچھ صاحب اقتدار ہیں وہ اپنے چندہ کی مقدار بڑھائیں کیونکہ صدہا پرچہ مفت اور صدہا بالنصف قیمت پر دیا جاتا ہے ترقی اشاعت کی غرض سے آپکے ذمہ ہے کہ اپنے برادران دینی کو اسکی خریداری پر آمادہ کیجئے۔ ورنہ پھر میں مجبور ہونگا کہ آئندہ نمبر سے صفحات کی تعداد کم کر دوں کیونکہ ابھی سال کے پانچ نمبر باقی ہیں اور آمدنی سے خرچ اسوقت تک زیادہ ہو چکا اسکے سوا کوئی صورت اسکے بقا کی نہیں۔

اس سے آپ مطمئن رہیں کہ اندر سال کے پرچہ بند نہو گا۔ اشاعت موقوف نہو گی قوم سے چندہ لیچکا ہوں کبھی بددیانتی ہوگی۔ مگر بجز کمی صفحات کوئی چارہ نہیں۔ قوم سے اپیل ہے عید میلاد امیر المومنینؑ میں سوال ہے کہ اپنے اس قومی پرچہ کو موت سے بچائیے مرنے نہ دیجئے۔ اپنے دوستوں سے صرف ۵ شخصوں کو خریدار بنائیے جنکا چندہ خود وصول فرما کر دفتر میں روانہ فرمائیے پھر دیکھئے پرچہ کیسی خدمت کرتا ہے۔

آخر میں آپکو اصلاح پرنٹنگ کمپنی کیطرف توجہ دلاتا ہوں جسکا سرمایہ نہایت ہی قلیل پچیس ہزار ہے۔ اور امید منافع تجارتی سالانہ کم سے کم ۱۰ عہ کام نفع بخش ہے اگر قوم بھی ہمت کرے۔ فی حصہ ۱۰ عہ مقرر ہے جو ہماری معزز قوم کے نزدیک کوئی چیز نہیں۔ مگر افسوس قومی کام ہو کہا ہم میں مذاق نہیں نہ خود کچھ نفع اوٹھانا چاہتے ہیں نہ اپنی قوم کو نفع پہونچاتا ورنہ ایک آواز میں لاکھوں روپیہ کا سرمایہ فراہم ہو سکتا ہے امید کہ جو اسے محروم نہ رکھینگے۔ آپکا خادم علی حید ر اڈیٹر اصلاح کھجوہ ضلع سارن

خاتمہ فن طبابت گذشتہ نمبر میں ہم جناب حکیم میر باقر حسین صاحب مرحوم کے ارتحال کو درج کر چکے ہیں جس سے تمامی مومنین کو صدمہ ہوا۔ اسکے بعد یہ تازہ حادثہ نمودار ہوا کہ جناب حکیم شیخ عابد علی صاحب مرحوم نے بھی انتقال فرمایا جو مشاہیر اطبا سے تھے اور جناب حکیم میر باقر حسین صاحب مرحوم کے بعد مرجعیت و شہرت میں انہیں کا درجہ تھا۔

مگر افسوس صد افسوس کہ جناب حکیم میر صفدر حسین صاحب مرحوم نے بھی بتاریخ یکم جمادی الثانی انتقال فرمایا جس سے فن طبابت کا گویا خاتمہ ہوا کیونکہ جناب ممدوح اگرچہ پیشہ ور طبیب نتھے نہ آپکا مطب عام تھا نہ اس فن کو بحیثیت پیشہ انجام دیتے۔ مگر اس فن میں علماً وہ کمال حاصل تہا کہ بعض عالم فن ہونیکے آپکا سب پاس تہا۔ علوم درسیہ میں آپکا وہ درجہ تہا کہ بڑی بڑی درسگاہوں کے طلبہ آپکے تلمذ کو اپنا فخر سمجھتے۔ زہد و اتقا میں آپکا وہ مرتبہ تہا کہ بہت سے علماء سے بڑہا ہوا حق گوئی میں کبھی کسیکی رعایت نہ کرتے خلق و تواضع میں اپنا مثل نرکھتے تشخیص مرض اور تحقیقات طبیہ میں آپکو وہ ملکہ تہا کہ تمامی اطبا آپکی رائے کو سند مانتے اور پھر کسیکو اوسکے قبول

قطعه فارسی در مدح جناب امیرالمومنین امام المتقین علیه السلام

[illegible]

بازوے ختم رسل دست خدا کیست علیؑ — لافتےٰ یافت لقب روز وغا کیست علیؑ

شہ خیبر شکن و بت شکن و شیر خدا — ناصر دین نبیؐ در ہمہ جا کیست علیؑ

دست و بازوے نبیؐ روح نبیؐ جان نبیؐ — شوہر بنت رسولؐ دوسرا کیست علیؑ

حامی دین خدا ماحی شرک و بدعت — راکب دوش نبیؐ دوسرا کیست علیؑ

در شب غار بفرمودۂ پیغمبرؐ حق — بر نبی جان نمود دست فدا کیست علیؑ

وانکہ داد دست پیمبرؐ علمش در خیبر — صاحب تیغ دو سر قلعہ کشا کیست علیؑ

وانکہ در راہ خدا داد قطار اشتر — مصدر جود و عطا کان سخا کیست علیؑ

سیصد آیہ کہ بشانش شدہ نازل بقرآن — شہ ممدوح خدا و مہ علا کیست علیؑ

غم فردا مخور آخر تو ندانی قمی میاں — قاسم خلد و سقر روز جزا کیست علیؑ

قصیدہ اردو

ازمصنفات جناب حکیم سید محمد صادق صاحب ساکن موضع بارہ ضلع غازیپور حال مقیم بابر پرو ونہ ضلع گورکہپور

نور خدا پیدا ہوا۔ کہف الورےٰ پیدا ہوا — بدر الدجیٰ پیدا ہوا۔ شمس الہدیٰ پیدا ہوا

حق کا ولی پیدا ہوا۔ نفس نبی پیدا ہوا — یعنی علیؑ پیدا ہوا۔ مشکلکشا پیدا ہوا

داماد ختم المرسلین۔ استاد جبریل امین — شاہنشہ دنیا و دین۔ کہف الورےٰ پیدا ہوا

نور نبی و مرتضےٰ۔ خلقت مین واحد تہا سدا — لیکن بحکم کبریا۔ ہر اک جدا پیدا ہوا

حقا کہ احمدؐ ہے نبی۔ اوسکا وصی حق کا ولی — جسکی ولا واجب ہوئی۔ وہ پیشوا پیدا ہوا

اول سے اول خلق مین۔ افضل سے افضل خلق مین — اکمل سے اکمل خلق مین۔ لو مرتضیٰ پیدا ہوا

اعلیٰ علیؑ اعدل علیؑ۔ اعلم علیؑ اکمل علیؑ — اشجع علیؑ افضل علیؑ۔ پیش خدا پیدا ہوا

اول علیؑ آخر علیؑ۔ باطن علیؑ ظاہر علیؑ — صابر علیؑ شاکر علیؑ۔ عین الرضا پیدا ہوا

مقصود نطق قل کفی۔ مفہوم لفظ انما — شان نزول ہل اتی۔ بحر سخا پیدا ہوا

سر تاج کنہہ لو کشف۔ حق الیقین سے متصف — ہر شی نہ کیون ہو منکشف۔ نور خدا پیدا ہوا

تبلیغ بلغ سے عیان۔ ہے حکم رب انس و جان — آقا و مولائے جہان۔ بس مرتضیٰ پیدا ہوا

اکملت سے ظاہر ہوا۔ کامل ہوا دین خدا — یعنی شہ ہر دوسرا۔ شاہ ہدا پیدا ہوا

ارشاد پیغمبر ہوا۔ من کنت مولا بر ملا — سب سے علی مرتضےٰ۔ مولا مرا پیدا ہوا

شہر نبی کا در علیؑ۔ ہے ساقی کوثر علیؑ — اوس عرش کا زیور علیؑ۔ جو با صفا پیدا ہوا

فرش نبی پر بر ملا۔ ہجرت کی شب سوتا رہا
زوج بتول پاک ہے۔ نفس شہ لولاک ہے
باب علوم مصطفےٰ۔ دانائے راز کبریا
بہر نماز شاہ دین۔ طالع ہوا مہر مبین
شق ہو گیا مہ واقعی۔ خورشید مین بیعت ہوئی
روٹی کے بدلے بیگمان بخشی قطار اشتران
کعبہ کو عزت ملگئی۔ مولد بنا جب علیؑ
ماہ رجب کی تیرھوین۔ کیا نیک ہے ای مومنین
رحمت خدا کی آج ہے۔ اسلام کی معراج ہے
شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ۔ کہف الوریٰ نفس التقی
پیدا ہوئے جب مرتضےٰ۔ سجدہ کیا حق کا ادا
رخ فرق تھا یا دست ملک۔ جسپر کیا سیر فلک
افلاک سے آئی ندا۔ خوش ہو رسول دوسرا
گھر مین خدا کے ہے خوشی ہے شور میلاد علیؑ
آغوش احمد مین گیا۔ آنکھونکو اوسدم وا کیا
افضل ہے سب سے یہہ ولد۔ ناطق ہے قرآن صمد
حیدر کرامت کیلئے۔ آئے ہین رحمت کے لئے
بے مثل یہہ مولود ہے۔ یہ نازش معبود ہے
کعبہ نے پایا یہہ شرف۔ پیدا ہوا شاہ نجف
منبر سے آتی ہے ندا۔ نقلی بھی دیتا ہے صدا
جو حامی اسلام ہے۔ جو صاحب صمصام ہے
قسام میزان وجنان۔ فیاض ارض وآسمان
آیا جو معیار الولد۔ وہ ہو گیا بے جد و کد
جب لافتےٰ الا علیؑ۔ آیا ہے نفس نبی
نکلی جو تیغ حیدری خیبر کے بھاگے سب جری
مقتول تھے کل عنتری مفرور تھے سب خیبری
صادق کو بخشیگا خدا بہر نبی و مرتضےٰ

تمام شد

خالق نے من یشری کہا۔ وہ باوفا پیدا ہوا
جسکی جہان مین دھاک ہے۔ وہ لافتیٰ پیدا ہوا
یعنی علیؑ بادہ نما۔ سر نما پیدا ہوا
فلک تھا امام المتقین۔ معجز نما پیدا ہوا
اعجاز سلطان دوسری۔ وقت دعا پیدا ہوا
حقا کہ فخر دوجہان۔ بحر سخا پیدا ہوا
جس سے کہ فضل داغی بے انتہا پیدا ہوا
جسمین شہ دنیا و دین۔ نام خدا پیدا ہوا
ایمان کے سر پہ تاج ہے۔ وہ بادشا پیدا ہوا
شیر وغا شاہ ہدا۔ سیف خدا پیدا ہوا
سارے صحف از بر پڑہا۔ کیا با حیا پیدا ہوا
پہونچا زمین مین تا سمک۔ کیا ذو العلےٰ پیدا ہوا
بولے ملک یا مصطفےٰ۔ بھائی ترا پیدا ہوا
یعنی محمد کا وصی۔ شمس الہدےٰ پیدا ہوا
دیکھا رخ شاہ ہدا۔ کیا باولا پیدا ہوا
ہے جو نبی کا معتمد۔ وہ ذو العلےٰ پیدا ہوا
خالق کی بیعت کے لئے۔ دست خدا پیدا ہوا
خالق کا جو مقصود ہے۔ وہ مدعا پیدا ہوا
عالم مین غل ہے ہر طرف۔ شیر خدا پیدا ہوا
جو ہے امام اتقیا۔ وہ رہنما پیدا ہوا
جو کاسر اصنام ہے۔ وہ مقتدا پیدا ہوا
طوفان غم آئے کہان جب ناخدا پیدا ہوا
حیدر یداللہ لاحد زور آزما پیدا ہوا
غل تھا جوان ہاشمی قہر خدا پیدا ہوا
تن مین نہ کیون ہو تھرتھری شیر وغا پیدا ہوا
کیونکر نہ بھولین صفدری خیبر کشا پیدا ہوا
کوثر پہ تجھکو غم کیا ہے ساقی تیرا پیدا ہوا

امیدوار دعائے مومنین محمد صادق باروی

عرض اڈیٹر۔ تمامی مومنین سے امیدوار دعا ہون کہ میری خواہر عزیزہ شفاہا اللہ کی صحت کیلئے ان ایام مخصوصہ مین فرد فرد دعا فرمائین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح

نمبر ۷ | بابت ماہ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۷ھ | جلد ۱۲

رسید زر وصولی اصلاح پرنٹنگ کمپنی

بقیہ نمبر ۷ - جناب منشی رضا حسین صاحب منیجر سوہنپور دھنورہ	۱ حصہ	صہ	عہ
(۷۹) جناب سید محمد احسن صاحب سلمہ اللہ خلف جناب سید وزیر ناظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور معین اصلاح	۵ حصہ	صہ	صہ
(۸۰) جناب حکیم قمر الدین صاحب ڈاکٹر کمروالہ ضلع ملتان ۱۲۶۱	۱ حصہ	عہ	عہ

میزان کل [illegible] میزان

تصحیح تاریخ جلد اول (ابو المعالی)

بتدا الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست — آخر آمد ز پس پردۂ تقدیر پدید

اس کتاب کا ایک عرصہ سے مومنین کو اشتیاق تھا کیونکہ اسنے فن تاریخ کی بنیاد ہلا دی بقول اڈیٹر او دھ پنچ مردہ صد سالہ اسنے اکھیڑا ہے جس سے تاریخی دنیا مین ایک عجب طرح کا انقلاب آیا۔

اس کتاب کی ابتدائی اشاعت اصلاح ملا جلد اول کیساتھ شروع ہوئی جسکا سلسلہ جلد ۵ تک چلا گیا اور وہ اسرار سربستہ اس سے کھلے کہ تاریخی دنیا مین ایک ایسا طوفان پیدا ہوا کہ ہر شخص کو صحیح واقعات کی فکر پڑی اور تاریخ پر تال ہونے لگی۔

یہ کتاب بھی مصنفات عالیجناب فخر الحکما دام ظلہ سے ہے جنکی تصنیفات و تالیفات کا ایک عالم کو اشتیاق ہے چونکہ یہ کتاب علحدہ نہین چھپی تھی مومنین کے کثرت اشتیاق نے دفتر اصلاح پرنٹنگ کمپنی کو مجبور کیا کہ جہانتک جلد ہو سکے اس کتاب کو شایع کرے۔ الحمد للہ کتاب بہمہ وجوہ طیار ہے صفحہ ۲۰۰ پر تمام ہے قیمت ۱۲ اگر آپنے اسکی خریداری مین تعجیل نہ فرمائی تو پھر ملنا مشکل ہے کیونکہ بہت سی درخواستین قبل سے آچکی ہین مراسلات کل بنام منیجر دفتر اصلاح ہونا چاہیے۔

حرمت ماہ رجب کے خیال سے حسب ذیل تخفیفین اسکے ساتھ منظور کی گئین۔ دفع الوثوق۔ رسالہ دو ضمیمہ جواب شریعجات ۴ ۱۲ از تاریخ الاذان حصہ اول تنقید بخاری حصہ اول مناظرہ امجدیہ حصہ اول ۴ یہ رعایت صرف ۳۰ ماہ رجب تک ہے پھر ہر کتاب اصلی قیمت سے کم پر نہ ملیگی۔

معذرت

اصلاح ۲ مین ایک تحریر بعنوان رسالہ الحق لاہور شایع ہوئی ہے جو کسی مفتری معاند کی تحریر ہے لہذا دفتر اصلاح اوس تحریر سے برات اپنی ظاہر کرتا ہے - اصلی حال یہ ہے کہ مین بوجہ علالت اپنی خواہر عزیزہ شفاہا اللہ حسبیکے صحت کیلئے چند مرتبہ التماس دعا کر چکا ہون ۲۲ ربیع الثانی کو جیرہ گیا تہا مباب فخر المحلہ دام ظلہ بھی وہین تشریف فرما تھے - ابتدائی مضمون ہمارا گذشتہ ماہ ، حالات ایران اسقدر لکھ دیا تہا کہ میرے خیال مین ۲ صفحہ پورے ہوجائین - مگر کاپی لکھنے مین ڈیڑہ صفحہ کی کمی رہی مینیجر صاحب نے بخیال اسکے کہ پرچہ مین تاخیر ہو وہ مضمون جو کسی فرضی خریدار کا تہا اور میری غیبت مین موصول ہوا شایع کر دیا اور ایک نوٹ بھی لکھدیا حالانکہ مین بقسم شرعی عرض کرتا ہون کہ یہ تحریرین بلا علم و اطلاع میرے شایع ہوئین نہ مجھے اسکا علم تہا نہ مین اس سے واقف تہا نہ راسی ہے اسکو کوئی تعلق ہے

جناب مولانا السید علی صاحب الحائری سے اکثر جناب فخر المحلہ دام ظلہ سے مراسلات کا سلسلہ جاری ہے جناب سرالمحققین ناصر الملۃ والدین دام ظلہ کی نسبت آجتک کسی متنفس سے بھی ایک کلمہ خلاف شان نہین سنا گیا - پہر بجز اسکے کیا کہا جاے کہ یہ سراسر اتہام و افترا ہے -

ہمکو جہانتک علم ہے ہمارے علماء اعلام ایدہم اللہ مین کمال درجہ ارتباط و اتحاد ہے یہ تحریر غالباً کسی وہابی کی ہے جسنے محض عناد و عداوت پیدا کرنیکے لئے فرضی نام سے روانہ کیا کیونکہ فی الواقع اس نام و نمبر کا کوئی خریدار اصلاح ہی نہین ہے - اڈیٹر صاحب الحق کا کوئی جملہ ایسا نہ تہا جسپر کسی قسم کا شبہہ کیا جاتا نہ اصلاح کو کسی سے معاصرانہ کدورت ہے نہ کسی معاصر کو اصلاح سے بلکہ اصلاح تمامی مومنین کا خیر خواہ اور علماء اعلام کا خادم ہے لہذا ہم اس تحریر منظور حسین سے نفرت اور اپنی لاعلمی و برات ظاہر کرتے ہین دکنی بہ شہید ا

قبول حق (۱) جناب منشی محمد حسن صاحب معین اصلاح سرسی ضلع مراد آباد سے لکھتے ہین کہ ایک صاحب میان جان خان صاحب عمر ۷۰ سال سنی المذہب صوفی المشرب مریدان میان محمد شیر صاحب پیران طریقت مقام پیلی بہیت سے ساکن رامپور ہین انکو تین مرتبہ خواب ہوا کہ تم جناب مولوی سید علی رضا صاحب کے پاس حاضر ہو وہ تمکو کشتی نوح پر سوار کرادینگے چنانچہ وہ تشریف لائے اور تعلیم و تلقین نور چشم مولوی سید علی رضا صاحب سلمہ بصدق دل ایمان قبول کیا فجزاہ اللہ خیرا -

(۲) جناب سید عنایت علی صاحب عنایت معین اصلاح ۳۶۰ لودرہ ضلع سیالکوٹ سے تحریر کرتے ہین میرا ایک عزیز بھائی مسمی غلام نبی خرادی ساکن حویلی شیشان والی وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ جو حال مین بقصد تحقیقات شیعہ ہوئے ہین حفظ قرآن کا ذوق ہر مصمم ارادہ کیا ہے بلکہ کچھ یاد بھی کر لیا ہے لہذا جملہ مومنین سے التماس دعا ہے کہ خداوند عالم اس ارادہ نیک کو کامل فرمائے

(۳) جناب مولوی غلام باقر صاحب ملتان سے ایک سید ذی علم کے قبول مذہب حق کو تحریر فرماتے ہین مگر نام نامعلوم ہے - اصلاح الحمد للہ کہ ہر ماہ مین کچھ نہ کچھ خبرین قبول حق کی ضرور آتی ہین مگر جبتک اظہار کیلئے اصرار نہین کیا جاتا مین شایع نہین کرتا - جناب مولوی سید علی رضا صاحب فاضل روزگار سے ہین جنکے فضل و کمال سے مین بخوبی واقف ہون جناب میر عنایت علی صاحب عنایت بھی مجاہدین فی سبیل اللہ سے ہین جو نہ صرف اشاعت اصلاح مین کوشان ہین بلکہ ترویج دین مین ہمہ وقت سرگرم رہتے ہین افسوس ہے کہ جو حضرات اسطرح مشنری کا کام کرتے وہ ایسے اس عمل خیر کو اسلئے مخفی

حرمة الخمر

(گذشتہ سے پیوستہ)

پکڑ لیا اور مارا سولہ کوڑے۔ تو بیہوش ہو گیا وہ پھر کہا حضرت علیؑ نے کہ جسوقت اپنے خدا سے ملاقات کرنا تو کہدینا مجھپر اوس شخص نے حد جاری کیا ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہیں ہے۔ پھر کھڑے ہوئے عمر اور پورا کیا حد کو یہانتک کہ مر گیا۔

دیکھئے یہ روایت کیا کہتی ہے اور کس حقیقت کو ظاہر کر رہی ہے کہ مسلمانونکا مجمع ہے تقدس مآب صحابہ رسول جمع ہین جنمین کیسے کیسے ریشائیل گران ڈیل صحابہ کرام ہین جنکے اقوال و افعال پر مذہب اہلسنت دار و مدار ہے کہ ایک طرف قرآن کی آیت رکھو دوسری طرف رسول اللہ کی حدیثین رکھو مگر اہلسنت سبکو لات مارینگے اور عمل کرینگے اونہین باتو نپر جو صحابہ سے منقول ہین۔

مگر جب ابو شحمہ نے للکار کر کہا ہے اے مسلمانو جسنے تمسے یہ کام کبھی کیا ہو جاہلیت مین یا اسلام مین تو وہ میرے پاس نہ آئے سبکے حواس باختہ ہو گئے ہوش اوڑ گیا کوئی اونمین ایسا نہ رہا جو کھڑا ہوتا اور حد جاری کرتا بجز جناب امیر و حسنین علیہم السّلام کہ کھڑے ہوئے اور حد خدا کو جاری کیا۔

ابو شحمہ کی اس ہیبت ناک آواز نے تمام عالم پر ثابت کر دیا کہ ان ہزارون لاکھون صحابہ مین ایک متنفس بھی ایسا نہتا جو شرب خمر و زنا کاری سے محفوظ رہا ہو۔ بجز اہلبیت طاہرین۔ پھر بتائیے صحابہ کیونکر ان لوگون کو خلیفہ کرتے جو انکے ہم نوالہ پیالہ رہنے سے پرہیز کرتے۔

آہ آہ اگر مسلمانون مین اسلام ہوتا اور سچے دل سے ایمان لائے ہوتے تو جناب امیرؑ کی اس اسلامی عزت پر کہ جہان سارے مسلمان سرنگون تھے کوئی سر نہ اوٹھا سکتا تہا حضرت ہی نے اسلام کی عزت قائم رکھی۔ اپنی جان حضرت کے نام نامی پر فدا کرتے۔ اور حسب حکم خداوند عالم انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین

امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم راکعون - غیرونکی خلافت و ولایت سے اجتناب کرتے مگر خدا نہ بخشے اون شراب خوارون زناکارون کو جنہون نے ایسے ایسے متقی پرہیزگار کو تخت خلافت سے علحدہ کیا اور ایسے لوگونکو خلیفہ بنایا جو خود بھی شرابخوار تھے اور اونکی نسلون مین بھی شرابخواری جاری رہی -

اس واقعہ نے اسکی بھی ضرورت ثابت کر دی کہ نبی یا امام کیلئے عصمت کی کسقدر ضرورت ہے کیونکہ اگر کوئی کافر یہ شرط کر دے کہ ہم ایمان لانے کو طیار رہین مگر ایسے شخص کے ہاتھ پر ایمان قبول کرینگے جو خود کبھی کافر نہ رہا ہو تو بتاؤ جو خلیفہ یا امام پہلے بت پرستی کرچکا ہو کیونکر اوسپر حجت کو تمام کر سکتا ہے -

اگر تم تمام تاریخی دنیا مین چکر لگاؤگے تو کسی نبی یا رسول کی بھی زبان یہ کلمہ نہ سنو گے کہ وہ اس صفائی سے کہے "جا جب خدا سے ملاقات ہو تو کھدینا ہمپر اوس شخص نے حد جاری کی ہے جسکے ذمہ تیری کوئی حد نہین" بجز اسی نفس رسول کے جسنے تمامی صحابہ کے مجمع مین خلیفہ کے بیٹے سے جو مر رہا تہا یہ کلمہ ارشاد کیا -

اب اسی پر غور کرو کہ اگر ایسا شخص بعد رسول خلیفہ ہوتا تو کسطرح اسلام حق رائج ہوتا کسطرح مسلمانون سے شرابخواری زناکاری کی عادتین چھوٹتین اور کسطرح حق کو رواج ہوتا - مگر حقیقی اسلام کہان تہا - کمانے لوٹنے والا اسلام البتہ سبکے پاس تہا جنکی جمعیت و کوشش نے اسلام کے سچے مربی اور حقیقی وارث کو خلیفہ نہونے دیا -

آپنے اس روایت مین اس نکتہ پر بھی غور کیا ہوگا کہ جب ابو شحمہ کو غش آگیا تو جناب امیرؑ نے درہ مارنا چھوڑ دیا اور یہی حکم شرع ہے مگر خلیفہ دوم کو یہ غصہ تہا کہ اسنے نہ خود اپنے کو فضیحت کیا بلکہ ہمکو اور سائر مہاجرین کو رسوا کیا لہذا خلاف حکم شرع اسقدر کوڑے مارے کہ وہ مرگیا - حالانکہ حکم شرع یہ نہین ہے کہ تم شارب الخمر کو قتل کر ڈالو بلکہ حد لگانے کا حکم ہے -

بہرحال ان لوگون کی جو کارروائی ہے خلاف شرع خلاف انصاف نہین

تو وہ تفریط کہ بخیال قرابت و محبت حد ہی نہیں جاری کرنا چاہتے جسپر ابو ہریرہ اور
جارود نے کتنا زور لگایا۔ کہیں یہ افراط کہ اسقدر کوڑہ مارتے کہ وہ مرجاتا
خلیفہ دوم کی محبت شراب سے ایسی تھی کہ ازالۃ الخفا میں ہے صفحہ ۱۴۴ مالک عن یحیی بن سعید
عن عبد الرحمان بن القاسم ان اسلم مولی عمر بن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی
فرای عندہ نبیذا وھو بطریق مکہ فقال لہ اسلم ان ھذا الشراب
یحبہ عمر بن الخطاب فحمل عبد اللہ بن عیاش المخزومی قدحا
عظیما فجاء بہ الی عمر بن الخطاب فوضعہ فی یدہ فقربہ الی فمہ
ثم رفع راسہ فقال ان ھذا الشراب طیب فشرب منہ ثم
ناولہ رجلا عن یمینہ فلما ادبر عبد اللہ ناداہ عمر بن الخطاب
فقال انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ فقال عبد اللہ فقلت ھی
حرم اللہ و امنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی بیت اللہ ولا فی حرمہ
شیئا ثم قال عمر انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ قال فقلت ھی حرم اللہ و
امنہ وفیھا بیتہ فقال عمر لا اقول فی حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئا ثم
انصرف۔ صفحہ ۱۴۴ مقصد دوم

یعنی امام مالک راوی ہیں یحیی بن سعید سے وہ عبد الرحمان بن قاسم سے کہ اسلم
غلام عمر بن الخطاب نے خبر دیا کہ ہم ملاقات عبد اللہ بن عیاش مخزومی کو گئے تو اونکے
کے پاس نبیذ دیکھا اور وہ مکہ کی راہ میں تھے۔ اسلم نے اوس سے کہا کہ اس
شراب کو عمر بہت دوست رکھتے ہیں۔ عبد اللہ بن عیاش مخزومی ایک قدح
عظیم بھر کر عمر کے پاس لائے۔ عمر نے ہاتھ میں لیا اور منہ کے پاس لائے اور کہا یہ بہت
عمدہ شراب ہے۔ اوسکے بعد پیا اوسمیں سے اور دیا ایک دوسرے شخص کو جو
ونکے پاس داہنے طرف بیٹھے تھے۔ جب عبد اللہ وہانسے چلنے لگا تو عمر نے کہا۔ کیا
تم یہ کہتے ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے عبد اللہ بیشک یہ حرم خدا ہے اور جائے امن
اوسکا اور اسمیں خدا کا گھر ہے۔ عمر نے کہا ہم حرم خدا کے متعلق نہیں کہتے بلکہ پوچھتے

ہین کہ تم مکہ کو مدینہ سے بہتر جانتے ہو تو عبد اللہ نے کہا بیشک یہ حرم خدا ہے اور
اسمین خانہ خدا ہے عمر نے کہا ہم حرم خدا و خانہ خدا کی نسبت کچھ نہین کہتے اسکے
بعد چلے گئے۔

اس روایت سے آپکو یہ تو ضرور معلوم ہوا کہ نبیذ سے آپکو ایسی محبت
تھی کہ اگر آپکے غلام کہین دیکھہ لیتے تو فرط محبت وعقیدت خلیفہ سے اوس شخص
سے فرمایش کرتے کہ خلیفہ اسکو بہت پسند کرتے ہین۔ اور وہ شخص بھی جوش عقیدت
مین سب سے بڑا قدح منتخب کرنے بھر کر خلیفہ کو پلاتے اور خلیفہ خود تنہا نہین پیتے
بلکہ دوسرونکو بھی پلاتے ہین۔ پھر بتائے امت محمدیہ سے شراب کی عادت کیونکر چھوٹے
اور خدا کا حکم کیونکر جاری ہو۔

ہمکو حیرت ہے کہ کس زبانسے کہین جاتے ہین حج کرنے اور ساتھہ ساتھہ شراب کی
مشکی بھی ہے۔ عبد اللہ بن عیاش جو خود صحابہ ہین۔ قدح عظیم بھر کر خلیفہ کی دعوت
کرتے ہین۔ اور خلیفہ ایسی حالت مین تنہا خوری کو ناپسند کرکے دوسرے صحابہ کو
بھی شریک کرتے ہین۔ اور اسپر وہ مروج شریعت مانے جاتے ہین اور ایسے مقدس
کہ دنیا بھر کا تقدس اونپر نثار کیا جاتا ہے۔

دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کے عقیدہ مین مکہ معظمہ سے بہتر مدینہ منورہ ہے۔
مگر تعجب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے اس مسئلہ کو مذہب فاروقی مین نہین لکھا۔

خلیفہ کے اس تعطیل احکام خداوندی مین کہ جا بجا جو وہ حسب مصلحت وقت
حد شرعی جاری کرتے اور مقدمہ کو کسی طرح خراب کر دیتے۔ سب سے بڑا عذر یہ پیش
کیا جاتا ہے کہ وہ زمانہ کا رنگ دیکھا کرتے اور مطابق اوسکے رفتار کرتے۔ جہان
دیکھتے کہ حد جاری کر دینے سے فساد کا خوف ہے وہان طرح دیجاتے چنانچہ مغیرہ
بن شعبہ کی نسبت اسی وجہ سے پہلوتہی کی گئی کہ وہ ایک بڑا چالاک شخص تھا ممکن تھا
اوسکے بگڑنے سے بہت خرابی ہوتی۔ بخلاف ابو شحمہ کے جو آپکا فرزند تھا کہ اسپر حد
جاری کر دینے سے آپکی ناموری ہوگی کہ ایسے عادل خلیفہ ہین کہ اپنے بیٹے کو بھی بے

حد مارے نہیں چھوڑتے۔

یہہ ایسے پولیٹکل اسرار ہین جنکو ہم مانسکتے ہین کہ بیشک خلیفہ کا یہ خیال ایک حدتک درست ہے کیونکہ اخروہ خلیفہ بنے تھے تو اونہین صحابہ کی کوششون سے پھر ایسے ایسے رودار ذی وجاہت اشخاص پر حد شرعی جاری کرنا باوصف ... بہرحال ایک پولیٹکل غلطی تھی۔ مگر افسوس ہمکو انکی سوانح عمری مین بہت سے ایسے واقعات ملتے ہین جسمین اونہون نے ایسی غلطی بہت کی ہے اور اگر خداوند عالم خود اپنے دین حق کا حامی نہوتا تو ان غلطیون نے اسلام کو بہت ضرر پہونچایا۔ پھر دیدہ و دانستہ ایسی چشم پوشی تو کسی طرح مناسب نہین۔

یہان چونکہ شراب خواری کا ذکر ہے لہذا اوسکے مناسب یہ حکایت نہایت دلچسپ ہے، جسے شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا مین لکھتے ہین م۱۷۰

ابو عمر کان ربیعہ بن امیہ بن خلف، فذ رای رویا فقصہا علی عمر قال رایت کانی فی واد معشب ثم خرجت منہ الی واد مجدب ثم انتہیت وانا فی الوادی المجدب فقال عمر تومن ثم تکفر ثم تموت وانت کافر فقال ما رایت شیئا فقال عمر قضی لک کما قضی لصاحبی یوسف قال ما رایت شیئا فقال یوسف قضی الامر الذی فیہ تستفتیان ثم انہ شرب خمر افضربہ عمر الحد ونفاہ الی خیبر فلحق بارض الروم فتنصر ۔ یعنی ربیعہ بن امیہ بن خلف نے ایک روز خواب دیکھا جسکو عمر سے بیان کیا کہ ہم گویا ایک ایسے وادی مین ہین جو سبزہ زار ہے وہانسے نکلکر ایک ایسے صحرا مین پہونچے جو بالکل خشک ہے۔ اوسی وادی بے گیاہ مین چلے جلتے ہین۔ عمر نے کہا تو ایمان لائیگا پھر کافر ہوگا اور حالت کفر ہی مین مرے گا۔ ربیعہ بن امیہ نے کہا یہ تعبیر کیسی ہے عمر نے سورہ یوسف کی آیت قضی الامر الذی فیہ تستفتیان کی تلاوت کی کہ جسطرح حضرت یوسف کی تعبیر مطابق قضاء الٰہی تھی اوسیطرح ہماری تعبیر بھی اسکے

بعد اوسنے شراب پی اور عمر نے اوسپر حد جاری کی اور نکالدیا طرف خیبر کے وہاں سے وہ طرف روم کے چلا گیا اور وہان جاکر نصرانی ہوگیا۔

اب فرمایئے یہان دور اندیشی کیا ہوئی اور وہ سب حکمت عملی کہان گئی کہ ایک شخص پر حد شرابخواری مین اسقدر سختی کی کہ آخر وہ مرتد ہوگیا ہمکو اس سے بحث نہین کہ عمر صاحب نے یہ تعبیر کیون دی۔ حالانکہ عام قاعدہ تعبیر کا یہ ہے کہ اچھی تعبیر دی جاتی ہے۔

نہ اس سے بحث ہے کہ جو شخص مسائل حلال وحرام سے بھی ناواقف ہو وہ کیونکر ایسی جرات کرسکتا ہے کہ ہمسری حضرت یوسف کا دعوی کرے۔ مگر چونکہ انلوگو نکی جرات مین بڑھی ہوئی تھین کہ رسول اللہ کا دامن پکڑ کر گھسیٹ لیا کرتے تو در آخر خلیفہ ہی بن گئے تو اس جرات پر کوئی تعجب بھی نہین ہوتا کیونکہ حضرت ابوبکر کو تو اسقدر اصرار ہوتا کہ رسول اللہ کو قسمین دیکر پوچھا کرتے کہ فرمایئے مینے تعبیر صحیح دی ہے چنانچہ ازالۃ الخفا مین ہے صفحہ ۲۸ عن ابن عباس کان ابوھریرۃ یحدث ان رجلا اتی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال انی اری اللیلۃ ظلۃ ینطف منہا السمن والعسل فاری الناس یتکففون بایدیہم فالمستکثر والمستقل واری سببا واصلا من السماء الی الارض فاراک یا رسول اللہ اخذت بہ فعلوت ثم اخذ بہ رجل آخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل اخر فعلا بہ ثم اخذ بہ رجل آخر فانقطع ثم وصل فعلا بہ فقال ابوبکر بابی انت وامی لتدعنی فاعبرہا فقال اما الظلۃ فظلۃ الاسلام واما ما ینطف من السمن والعسل فھو القران لینہ وحلاوتہ واما المستکثر والمستقل فھو المستکثر من القران والمستقل منہ واما السبب الواصل من السماء فی الارض فھو الحق الذی انت علیہ تاخذ بہ فیعلیک اللہ ثم یاخذ بہ بعدک رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل فیعلو بہ ثم یاخذ بہ رجل اخر فینقطع ثم یوصل لہ

(باقی)

حقیت خلافت جناب امیرؑ

اس مضمون کی غرض محض اظہار حق ہے کہ مسلمانونکو معلوم ہو جناب امیر کی حقیت خلافت کیسی ثابت اور محقق ہے۔ جسکو ایک یورپین مستند مورخ سیاں کہا در تاریخ سکیسراف محمدؐ مطبوعہ لندن (ولیم کلوز اینڈ سنس لیمیٹڈ اسٹام فورڈ اسٹریٹ اینڈ چارجنگ کراس صفحہ ۱۸۰و ۱۸۱ کا ترجمہ پیش کش ہے۔ جو ایک مشہور اسلامی تاریخ ہے قریبہ کی فتح نے عائشہ کی سازش یا اتفاق کو توڑ دیا اور ممالک مصر عرب و فارس پر بالکل علیؑ کا قبضہ ہوگیا۔ تاہم اوسکا نہایت مہیب دشمن غیر مغلوب باقی رہا۔ معاویہ ابن ابوسفیان نے شام کی دولتمند اور آباد صوبہ پر اپنی حکومت قائم رکھی اور اوسکی پاس لاانتہا خزانہ تھا اور اوسکی زیر حکم قوی فوج تھی اہل شام اوسکے طرفدار تھے کیونکہ معاویہ نے اونکو یہ تعلیم دیکر کہ قتل عثمان علیؑ کے اشارہ سے ہوا علی کی خلافت سے انکار کیا تھا تاہم اپنی آپکو سلطنت کے زور سے مستحکم کرنیکے علاوہ اوسنے عمر سے عہد و پیمان کرلیا جسکو کہ علیؑ نے صوبہ مصر سے معزول کر دیا تھا اور ناراض ہوکر وہ اسوقت فلسطین مین تھا۔ یہہ امر قرار پاگیا کہ علیؑ کی معزولی مین عمر معاویہ سے متفق رہے تو اوسکو اپنے عہدہ سابق پر بحال کیا جاوے عمر معہ ایک جان نثار فوج کے دمشق جانےمین جلدی کی اور عوام الناس کو موافق مقصد بنادیا گرفوجی مجمع کے روبرو معاویہ کی اطاعت قبول کی اور ہجوم کی آوازون سے اوسکو خلیفہ مشہور کیا۔

علیؑ نے جبکہ اوسکے عہد و پیمان کو سنا اوسنے جملہ دل پسند ذرایع سے (یعنی رضامندی سے) بیفائدہ معاویہ کے حسد کو روکنے کا قصد کیا اور کچھ کامیابی نہوئی۔

تب مع نوے ہزار ۹۰۰۰۰ فوج کے لڑائی کے واسطے شام کو روانہ ہوئے۔ عرب جو کہ عادتاً عجوبات کے شائق ہوتے ہین حسب عادت شگون لیکر حدود شام مین داخل ہوئے۔ علیؑ نے اپنی فوج کو جاے بے آب مین مقام دیکر ایک عیسائی زاہد کو جو کہ قریب کے

غار مین رہتا تہا حکما بلایا اور اوس سے چاہ بتلانیکی استدعا کی۔ راہب نے بیان کیا
کہ یہان صرف ایک حوض ہے جسمین تین ڈولچی آب باران بہی نہین رہتا۔ علیؑ
نے بیان کیا کہ یہان زمانہ سابق مین چند انبیائے بنی اسرائیل کے مکان تھے اور
اونہون نے یہان ایک کنوان کہودا تھا۔ زاہد نے جواب دیا کہ بیشک یہان
ایک چاہ موجود ہے مگر مدت درازسے وہ بند ہے اور اوسکے تمام نشانات
نابود ہوگئے اور اب وہ مقررہ منجانب اللہ ہاتہ سے کہولا جائیگا اور ظاہر
ہوگا۔

ہوب کی حدیث اب یہان بیان کرتی ہے کہ اسکے بعد اوسنے ایک لپٹی ہوئی
چمڑے کی وصلی نکالی جسمین کہ شمعون بن صفا نے جو کہ جیسس کرسٹ (یعنے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے بارہ بڑے حواریین مین سے تھا پیشین گوئی
لکھی تھی کہ محمد آخری پیغمبر تشریف لائینگے اور اوسکا شرعی وارث اور جانشین
اس چاہ کو پھر کھولیگا اور ظاہر کریگا۔

علیؑ نے مناسب تعظیم سے اس پیشین گوئی کو سنا اوسکے بعد حصار کی طرف متوجہ
ہوکر اور ایک جگہ کا نشان دیکر کہا کہ یہان کھودو۔ اونہون نے کہودا تہوڑی
دیر کے بعد ایک بڑا پتہر برآمد ہوا جسکو بمشکل علیحدہ کیا گیا اور وہ چاہ معجزہ
سے ظاہر ہوا جسنے کہ فوج بر محل کافی ذخیرہ پانی کا مہیا کیا اور جو کہ علی کی
جایز حق خلافت کی دعوی ایک بلا اعتراض ثبوت تہا۔ معزز زاہد کو اعتقاد
ہوگیا وہ علیؑ کے پیرون پر گر پڑا اور اوسکی زانو سے لپٹ گیا اور اسکے بعد پھر
علیؑ سے جدا نہوا۔ تمام ہوا ترجمہ

مہربانی فرما کر پریس مین کاپی نویس کو ہدایت فرما دیجئے اکثر لفظ پڑہی
نہین جاتی اور بعض لکھنے سے رہجاتی ہین۔ حلیہ خلیفہ دوم مین لفظ کالا
قبل از لفظ لانبا تحریر سے سہوا رہگیا ہے۔ مرزا محمد عباس ساکن مرادپورہ
از مظفرنگر

اصلاح اس مضمون کی اشاعت میں تاخیر اسوجہ سے ہوئی کہ مین اس مضمون کو
سنی مورخون کی تاریخون مین دیکھ رہا تھا کہ شاید کسی باایمان مورخ نے اس واقعہ کو
لکھا ہو جو تاریخ کا نہایت عظیم الشان واقعہ ہے۔ مگر افسوس کہ کسی تاریخ مین یہ واقعہ
نہین ملا جس سے ان مورخون کی ایمان داری پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ ہان
علامہ نامی عبدالرحمان جامی نے جو نہ صرف اعاظم علمائے اہلسنت سے بلکہ اونکے
مشاہیر اولیاء اللہ سے ہین اپنی کتاب شواہد النبوۃ مین اس واقعہ کو کچھ تغیر دیکر
لکھا ہے جو حسب ذیل ہے ملاحظہ ہو صفحہ ۲۷۴ مطبوعہ نول کشور پریس لکھنؤ

و از ان جملہ آنست کہ در وقت توجہ بصفین اصحاب وے محتاج آب شدند
از چپ و راست شتافتند آب نیافتند حضرت امیر کرم اللہ تعالی وجہہ ایشان را
اندکی از جادہ بگردانید دیرے ظاہر شد درمیان بیابان از ساکن آن دیر
سوال کردند گفت از اینجا تا آب دو فرسنگ است اصحاب گفتند اے
امیرالمومنین اجازت دہ تا با نجا بر ویم شاید کہ پیش از آنکہ ہیچ قوت نماند بآب برسیم
حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ حاجت باین نیست و عنان بغلۂ خود را بجانب
قبلہ تافت بجائے اشارت کرد کہ آنرا بکاوید چون مقدارے خاک برداشتند سنگے
بزرگ پیدا آمد کہ ہیچ آلتے بآن کارگر نبود حضرت امیر کرم اللہ وجہہ فرمود کہ این سنگ
بر بالائے آب است جہد کنید کہ آنرا برکنید ہرچند اصحاب مجتمع شدند و جہد کردند
نتوانستند کہ آنرا از جائے بجنبانند۔ و چون حضرت امیر رض آنرا دید از بغلۂ خود فرود آمد
و آستین را از ساعد باز نوردید و انگشتان مبارک بزیر آن سنگ درآورد و
زور کرد آن سنگ را از بالائے چشمہ دور انداخت پس آبے ظاہر شد بغایت صافی
و شیرین و خنک کہ در آن سفر بہتر از آن آب نخوردہ بودند ہمہ آب خوردند و آن
مقدار کہ خواستند برداشتند پس حضرت امیر کرم اللہ وجہہ آن سنگ را برداشت
و بر بالائے چشمہ نہاد و فرمود کہ آنجا خاک بپاشند چون راہب آن دیر آن حال
را مشاہدہ کرد از دیر فرود آمد و پیش حضرت امیر رض بایستاد و پرسید کہ تو پیغمبر مرسلی

فرمود کہ ضمت پس گفت کہ تو فرشتۂ مقربے گفت نے پس گفت تو چہ کسے فرمود کہ
از من وصی پیغمبر مرسل محمد عبد اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راہب گفت
دست بیار کہ مسلمان می شوم حضرت امیر کرم اللہ وجہہ دست بوے داد گفت اشہد ان
لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد انک علیؑ وصی رسول اللہ بعد از ان
حضرت امیرؑ از وے پرسید کہ سبب چہ بود کہ بعد از آنکہ مدتے مدید بر دین خود بودی
امروز ایمان آوردی گفت اے امیر المومنین بنائے این دیر از برائے کنندہ این
سنگ است وپیش از من بسیار درین دیر بودہ اند زیرا کہ ما در کتب خود دیدہ ایم
واز علماے خود شنیدہ کہ در این موضع چشمہ ایست وبر بالاے آن سنگے کہ آنرا
ندانند وکندن آنرا نتوانند مگر پیغمبرے یا وصی پیغمبرے پس چون من این دیدم کہ تو این
کار کردی بآرزوے خود رسیدم وآنچہ انتظار آن می بردم یافتم چون حضرت امیرؑ آنرا
بشنید چندان بگریست کہ محاسن مبارک وے از آب دیدہ تر شد بعد از ان گفت
الحمد للہ الذی لم اکن عندہ منسیا کنت فی کتبہ مذکورا پس آن راہب
ملازم حضرت امیرؑ شد ودر پیش وے با اہل شام مقاتلہ کرد چندانکہ شہید شد حضرت
امیرؑ بر وے نماز گزارد ووے را دفن کرد واز براے وے از خداے تعالیٰ آمرزش
خواست وہرگاہ کہ وے را یاد می کردی گفت وے مولای منست واز ان جملہ
آنست کہ حبۂ عرنی کہ از اصحاب امیر المومنین علی بود رضی اللہ عنہ گوید کہ در ایام
محاربہ معاویہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ بر کنار دریاے فرود آمد ناگاہ مردے آمد و
گفت السلام علیک یا امیر المومنین حضرت امیرؑ فرمود کہ وعلیک السلام آن مرد
گفت من شمعون بن یوحنا ام صاحب این دیر واشارت بدیرے کرد کہ آنجا بود پس
گفت نزدیک ما کتابے است کہ اصحاب عیسی علیہ السلام آنرا از یکدیگر میراث گرفتہ
اند اگر خواہی آنرا بر تو خوانم واگر خواہی پیش تو آرم حضرت امیرؑ فرمود کہ بخوان آن مرد
خواندن گرفت در لغت رسول بود صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واوصاف امت وے
ودر آخر آن این بود کہ روزے فرود آید بر کنار این دریا مردے کہ اقرب

باشد بوے از اہل این زمان در قرابت و دین اہل مشرق را بیارد و با اہل
مغرب مقاتلہ کند اللہ یا اھون علیہ من رماد اشتدت بہ الریح فی
یوم عاصف والموت فی جنب اللہ اھون علیہ من شربۃ ماء
لیشربہا الظمآن العون لہ رضوان اللہ والقتل معہ شہادۃ۔
پس آن مرد گفت چون آن نبی مبعوث شد بوے ایمان آوردم چون تو اینجا
فرود آمدی پیش تو آمدم تا زندہ و مردہ با تو باشم حضرت امیر رضی اللہ
عنہ بگریست و حاضران نیز بگریستند با وے پس فرمود کہ الحمد للہ الذی لم
یجعلنی عندہ منسیا والحمد للہ الذی ذکرنی فی کتاب الابرار پس با حبہ
عرنی گفت اے حبہ این را باخود نگاہدار و ہرگاہ کہ شام و چاشت خوردی ویرا
طلب کردی در لیلۃ الہریرہ کہ حرب وے با معاویہ صعب شد شہید گشت حضرت
امیر رضی اللہ عنہ بروے نماز گزارد و در قبر وے فرود آمد و فرمود کہ ہذا رجل منا
اہل البیت **و از آن جملہ آنست** کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما گفتہ است
کہ چون رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز حدیبیہ بمکہ متوجہ شد مسلمانان تشنہ
شدند و ہیچ جائے آب نبود رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم در جحفہ فرود آمد پس گفت
کیست کہ با جمعے از مسلمانان بفلان چاہ رود و مشکہا بردارد و از ان چاہ پر
آب کند و بیارد کہ رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ضامن می شود ویرا بہ بہشت مردے
برخاست و گفت من بروم یا رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ویرا با جمعے
از سقایان روان کرد سلمۃ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گوید کہ من با ایشان بودم چون
نزدیک آن چاہ رسیدیم آنجا درختان بود و از آن درختان آواز ہا شنیدیم و حرکات
بسیار دیدیم و آتشہا افروختہ بے آنکہ ہیمہ باشد دیدیم ترس بسیار بر ما مستولی شد
نتوانستیم کہ از ان درختان بگزریم بہ پیش رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باز گشتیم
فرمود کہ آن جماعۃ از جن بودند کہ شما را ترسانیدہ اند اگر شما می رفتید چنانکہ شما را
فرمودہ بودم ہیچ گزندے بشما نمی رسید دیگرے چون آنرا بشنید برخاست کہ من

بروم یا رسول اللہ وے نیز بآن جماعت سقایان برفت ایشان را نیز ہمان حال پیش
آمد پیش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازگشتند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
با ایشان نیز گفت اگر چنانکہ شمارا فرمودہ بودم می رفتید ہیچ مکروہے بشما نمی رسید
پس در این حیص بیص شب رسید و تشنگی بر اصحاب غلبہ کرد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم علی را رضی اللہ عنہ طلب کرد و فرمود کہ با این جماعت سقایان بروید و از آن
چاہ آب بگیرید سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ گوید کہ بیرون آمدیم مشکہا بر دوش و شمشیرہا
در دست امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ در پیش ما رفت و این رجز با خود می گفت ۔

شعر اعوذ بالرحمن ان امیلا ٭ عن عزف جن اظہرت تغولا ٭ واوقدت نیرانہا تغولا ٭
وفرعنہ مع عزفہا الطبولا ٭ تا رسیدم بآن محل کہ آن آوازہا و حرکتہا پیدا آمد و ہول
بر ما مستولی شد با خود می گفتم کہ علیؓ نیز چون دو کس باز خواہد گشت وے روے بما
کرد و گفت قدم بر قدم نہید و از آنچہ بہ بینید مترسید کہ گزندے بشما نخواہد رسید
چون بمیان درختان درآمدیم آتش ہائے عظیم افروختہ بے آنکہ ہیمہ باشد و سرہائے
بریدہ بے بدن پیدا آمد و آوازہائے ہولناک میکردند چنانکہ ہوش از ما برفت امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ بر آن سرہا می گذشت و می گفت در عقب من بیائید و از چپ و
راست منگرید کہ ہیچ باکے نیست در عقب وے میرفتیم تا بآن چاہ رسیدیم یک دلو
داشتیم براء بن مالک رضی اللہ عنہ یک دلو یا دو دلو آب کشید رسیمان بگسست و دلو
در چاہ افتاد و از تگ چاہ آواز خندہ و قہقہہ بر آمد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ گفت
کیست کہ برود و از لشکر ما دلوے بیارد اصحاب گفتند ہیچ کس را طاقت آن نیست
کہ از آن درختان بگذرد امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ لنگی محکم بر میان بست
و بچاہ فرود آمد آواز خندہ و قہقہہ کہ می آمد زیادت شد چون بمیان چاہ رسید پاے وے
بلغزید و بیفتاد غلغلہ و ولولہ عظیم از چاہ بر آمد و آواز سے چنانچہ کسے را اختناق کردہ باشند
می آمد ناگاہ امیر المومنین علیؓ ندا کرد کہ اللہ اکبر اللہ اکبر انا عبد اللہ و اخو رسول اللہ
مشکہا را فرو گذارید ہمہ مشکہا را پر آب کرد و سر بہ بست و یک یک را بالا آورد و بعد

ازان وے دو مشک بر داشت ما ہر یک یک مشک بر داشتم چون بآن درختان رسیدیم ازانچہ دیدہ و شنیدہ بودیم ہیچ واقع نشد چون نزدیک آمد کہ از درختان بگذریم آواز سے سہگین شنیدیم کہ ہاتفی در نعت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و منقبت امیر المومنین رضی اللہ عنہ خواندن گرفت و امیرؑ قصہ را تماما پیش رسول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم باز گفت حضرت رسولؐ گفت کہ آن ہاتف عبداللہ بود آن جنی کہ شیطان اصنام مسعر را در کوہ صفا بکشت صفحہ ۱۲

ملا جامی نے ان تین واقعہ کو ایک ہی جگہ لکھا ہے جسمین سے ایک واقعہ تو خود عہد رسول اللہؐ کا ہے اور دو واقعہ خود حضرت کے عہد کرامت مہد کے جس سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس سے نہ صرف جناب امیرؑ کی حقیت اور خلافت ثابت ہوتی ہی بلکہ رسول اللہؐ کی تصدیق نبوت پر پوری روشنی پڑتی ہے جس سے یہ واقعات شواہد نبوت آنحضرت مین داخل کئے گئے مگر خدا سمجھے اون ایماندار مورخون سے جنہون نے صرف عداوت جناب امیرؑ کی وجہ سے ان واقعات کو تاریخی دنیا سے علحدہ کر دیا۔

اگر ناظرین اصلاح سے کوئی صاحب اس واقعہ کو یا اسکے مثل دیگر واقعات کو کتب تواریخ اہلسنت سے بحوالہ صفحہ وغیرہ نقل فرما کر دفتر اصلاح مین روانہ کرین تو دفتر اونکا شکر گذار ہوگا۔

اس انگریزی مورخ کے بیان کو اور شواہد النبوۃ کے بیان کو ملائیے تو آپکو معلوم ہوگا کہ ملا جامی نے پھر بھی کچھ پردہ رکھ لیا ہے۔

پہلا واقعہ تو وہی ہے جو اس انگریزی مورخ نے لکھا ہے دوسرا واقعہ بھی اوسکے مماثل ہے کہ ایک راہب نے حضرت کی تشریف آوری کی اس مقام پر اپنی کتب سابقہ سے خبر سنائی۔ تیسرا واقعہ بیر العلم کا مشہور ہے جو عہد رسول اللہ کا واقعہ ہے کہ حضرت نے جنون سے جہاد کیا اور پانی بھر کر باہر لائے۔

(اڈیٹر)

اہلحدیث کی خلافت راشدہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

زیادہ تر افسوس تو یہی ہے کہ بغض رسول اللہ آپ لوگون سے فہم و تدبر قرآن مسلوب ہے جس سے نہ کبھی قرآن کو سمجھ سکتے ہین نہ وہ آپکے فہم مین آسکتا ہے۔ آخر خدا نے اس دعا کی کیون تلقین فرمائی اھدنا الصراط المستقیم کہ صراط مستقیم کی ہدایت کر۔ اسکی کیون تعلیم ہوئی کہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کی متابعت سے خدایا تو مجھے محفوظ رکھ۔

کیا آپ کہہ سکتے ہین کہ غضب یا عتاب نازل ہوتا ہے۔ پس جبکہ اکثر صحابہ آپکے بقول حدیث معتوب تھے تو پھر اسمین کیا شبہ ہے کہ اونہین میں اکثر مغضوب و ضال بھی ہین جنسے نجات کیلئے تعلیم دی گئی کہ خدایا تو مجھے اونکی راہ پر چلنے دے جو مغضوب و ضال ہین۔

ہان ان احادیث مین آپ یہ عذر بار دکر سکتے ہین کہ اسمین کوئی قول رسول نہین ہے حالانکہ ایسے عذر سے ہزارہا حدیثین ردی ہو جاتی ہین جسکے بعد پھر کسی حکم شرعی کو آپ حدیث سے نہین ثابت کر سکتے۔ مگر آپکے مزید اطمینان کیلئے خاص نص رسول بھی پیش کرتا ہون خدا کرے کہ آپ ایمان لائین۔

علامہ ابونعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی کتاب ذکر منقبۃ المتطہرین مین۔ اور علامہ ابن مغازلی کتاب مناقب مین لکھتے ہین عن ابن عباس قال اخذ النبیؐ ونحن بمکہ بیدی واخذ بید علی فصعد بنا الی ثبیر ثم صلی رکعات ثم رفع یدہ الی السماء فقال اللھم ان موسی بن عمران سئلک [کا ثبیر جبل بمکۃ ۱۲] وانا محمد نبیک اسئلک ان تشرح لی صدری وتیسر لی امری وتحلل عقدۃ من لسانی لیفقھوا قولی واجعل لی وزیرا من اھلی علی بن ابیطالب اخی اشدد بہ ازری واشرکہ فی امری قال

ابن عباس سمعت منادیاینادی یا احمد قد اعطیت ماسئلت فقال النبیؐ لعلیؑ یا اباالحسن ارفع یدک الی السماء فادع ربک واسئله یعطاک فرفع علی یده الی السماء وهو یقول اللهم اجعل لی عندک عهدا واجعل لی من عندک ودا فانزل الله علی نبیهؐ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لهم الرحمان ودا فتلاها النبیؐ علی اصحابه فعجبوا من ذلک عجبا شدیدا قال النبیؐ بم تعجبون ان القرآن اربعة ارباع فربع فینا اهل البیت خاصة وربع فی اعدائنا وربع حلال وحرام وربع فرائض واحکام وان الله انزل فی علی کرایم القرآن کما نقل فی العبقات مجلد حدیث المنزلة ص ۳۰

یعنی حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ہمارا اور حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر وہ شبیر پر تشریف لیگئے اور چند رکعت نماز پڑھکر ہاتھہ بلند کیا آسمان کی طرف اور عرض کیا کہ خداوندا موسیٰ بن عمران نے تجھسے دعا کی اور مین محمد ہون تیرا نبی تجھسے سوال کرتا ہون کہ سینہ میرا کشادہ کرا ور امر میرا آسان کر۔ اور گرہ میری زبان کی کھولدے کہ لوگ سمجھین میرے قول کو۔ اور بنا تو وزیر میرے اہل سے علی بن ابیطالب میرے بھائی کو جس سے مضبوط کر میری پشت کو اور شریک کرا ونکو میرے امر مین۔ ابن عباس کہتے ہین کہ ہمنے ایک منادی کو سنا کہ وہ ندا دیتا ہے اے احمد تحقیق عطا کیا گیا جو کچھ تونے سوال کیا تھا۔ پس حضرت نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے ابو الحسن تم اپنا ہاتھہ بلند کرو آسمان کی طرف اور دعا کرو کہ وہ عطا کرے پس حضرت علی نے ہاتھ اپنا بلند کیا اور کہا خداوندا کر تو میرے لئے عہد اور بنا تو میرے لئے مودت اپنے نزدیک۔ اسپر خدا نے نازل کیا آیہ ان الذین آمنوا یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ایمان لائے اور عمل صالح کیا قریب ہے کہ خدا اونکی مودت قرار دے پس حضرت نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ اس سے صحابہ کو بہت سخت تعجب ہوا تو حضرت نے فرمایا کس امر سے تعجب کرتے ہو تحقیق قرآن چار حصہ پر نازل ہوا۔

ایک ربع تو خاص ہم اہلبیت کے بارہمین ہے خاصۃً اور ایک ربع ہمارے دشمنون کے بارہمین ہے۔ اور ایک ربع حلال وحرام مین ہے اور ایک ربع فرائض و احکام مین۔ اور نازل کیا ہے دربارہ علی علیہ السلام کرایم قرآن کو۔

اب تو اڈیٹر صاحب اہلحدیث کو عذر نہوگا کہ قرآن سے خلافت جناب امیرؑ ثابت ہے جسطرح اوسی قرآن سے اونکے خلفا کی مذمت ثابت ہے کیونکہ وہ اعدائے جناب امیرالمومنینؑ سے تھے۔

تعجب ہے کہ علمائے اہلسنت تو اسکی تصریح کرین کہ خلیفہ اول کی خلافت صرف حدیث الائمۃ من قریش سے ثابت ہے اور مولوی ثناء اللہ قرآن سے اثبات کا دعوی کرین۔ دیکھیے مولوی عبدالعلی بحرالعلوم شرح مسلم الثبوت مین لکھتے ہین فمن ذلک انہ عمل الکل من الصحابۃ بخبر خلیفہ رسول اللہ الی الصدیق الاکبرؓ الائمۃ من قریش ونحن معاشر الانبیاء لانورث یعنی منجملہ اونکے جسمین عمل کیا گیا ہے خبر واحد پر یہ ہے کہ کل صحابہ نے عمل کیا خبر ابوبکر پر کہ اونہون نے کہا حضرت نے فرمایا ہے الائمۃ من قریش اور نحن معاشر الانبیاء لانورث جس سے معلوم ہوا کہ خلافت پر قبضہ یا فدک کا غصب جو کچھ ہوا صرف ابوبکر صاحب کی روایت پر نہ کوئی دوسری دلیل تھی نہ کوئی دوسری حدیث۔ تو اب معلوم ہوا آپکا سکوت بمقابلہ مولوی عمر کریم صاحب اسیوجہ سے تہا کہ آپ جانتے تھے مولوی عمر کریم صاحب بھی ایک عالم ہین علمائے اہلسنت سے جو مذہب اہلسنت کے اصول و فروع سے واقف ہین لہذا اونکے جواب مین یہی کہکر آپ رہ گئے کہ جب آپ رافضی بنکر تبرا کرینگے تو ہم آپکو قرآن شریف ہی سے خلافت کا ثبوت بتلا دینگے حالانکہ یہ موقع اسکا تھا کہ جب اونہون نے ثبوت خلافت سے انکار کیا تھا تو فوراً وہ آیت پڑھ دیتے جس سے صحت خلافت خلفا ثابت ہو۔

اڈیٹر صاحب کو ضرور حیرت ہوگی کہ ہم اونسے کیون اسکا ثبوت طلب کرتے ہین کہ وہ اپنا یا اپنے فرقہ کا تابع قرآن ہونا ثابت کرین جس سے اب بارہ اعتراض

کرتے ہین - لہذا ہم بطور مثال بعض آیات کو یہان لکھتے ہین جس سے شیعہ اپنے مخصوصات مین استدلال کرتے ہین -

شیعون کے اصول دین مین عدل خداوند عالم بھی داخل ہے جس سے تمامی فرقہ اسلام منکر ہے شیعونکا متمسک ان اللہ لیس بظلام للعبید ہے وغیرہ صدہا آیات

شیعہ وضو مین مسح کو واجب جانتے ہین - اہلسنت اور تمامی فرق اسلام غسل رجلین کے قائل ہین - شیعونکا متمسک واذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ہے -

شیعہ مسئلہ میراث مین قائل ہین کہ بیٹی کو ایک حصہ ملنا چاہئے بیٹا کو دو آیہ یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین - اہلسنت اس آیہ کو دربارہ رسول و دختر رسول منسوخ جانتے ہین -

شیعہ جواز متعہ کے قائل ہین آیہ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن اونکی دلیل ہے - اہلسنت اس سے منکر ہین کیونکہ حضرت عمر نے کہا متعتان کانتا علی عھد رسول اللہ وانا احرمھما متعۃ النساء ومتعۃ الحج -

شیعہ امامت فاسق کو ناجائز جانتے ہین آیہ ولا ترکنوا الی الذین ظلموا وغیرہ آیات سے استدلال کرتے ہین - اہلسنت قول عثمان کو سند لاتے ہین الصلوٰۃ احسن ما یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم - دوسری دلیل انکی قول حسن بصری ہے صل وعلیہ بدعتہ

اسیطرح کے مسائل مختصہ مین مینے چاہا تھا کہ اہلحدیث اپنے فرقہ کا عامل قرآن ہونا دکھائین تب اس مسئلہ خلافت کی تحقیقات قرآن سے دکھائی جائے مگر افسوس کہ وہ ان شرائط کو محال قرار دیتے ہین -

اڈیٹر صاحب بار بار خلافت کا فیصلہ قرآن سے کیا چاہتے ہین جسکی مناسبت مین یہ روایت کسقدر مناسب ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب ازالۃ الخفا صفحہ ۲۷ مقصد دوم مین

بسیر ۱۲/۷

لکھتے ہیں - بازاز واقعہ صفین خبر داد اخرج الشیخان عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاتقوم الساعۃ حتی یقتتل فئتان عظیمتان تکون بینہما
مقتلۃ عظیمۃ دعویہما واحدۃ و این کلام اشارت است بآنکہ اہل شام مصحف بر داشتند
کہ درمیان ما و شما این قرآن است و حضرت مرتضی فرمود کہ این قرآن قرآن صامت
است و من قرآن ناطقم بازاز واقعہ تحکیم اخبار فرمود فی الخصائص اخرج
البیہقی عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل اختلفوا
فلم یزل اختلافہم فیما بینہم حتی بعثوا حکمین فضلا و اضلا و ان ہذہ الامۃ مختلفۃ فلا یزال
اختلافہم بینہم حتی یبعثوا حکمین ضلا و ضل من اتبعہما مراد از ضلا آن است کہ خطا کردہ اند
در اجتہاد خود و مراد از ضل من اتبعہما آن است کہ این خطا موجب مفاسد کثیرہ
گشت از انجملہ خروج خلافت از دست مہاجرین اولین بسوی سائر قریش و از انجملہ
برآمدن خوارج متمسک بآنکہ تحکیم در دین اللہ صحیح نبود باز از واقعہ نہروان اعلام
فرمود و آن حدیث متواتر است تخریج احمد عن عبید اللہ بن عیاض بن عمرو القاری قال
جاء عبد اللہ بن شداد فدخل علی عائشۃ ونحن عندہا جلوس مرجعہ من العراق لیالی
قتل علیؓ رضی اللہ عنہ فقالت لہ یا عبد اللہ بن شداد ہل انت صادقی عما اسئلک
عنہ تحدثنی عن ہولاء القوم الذین قتلہم علیؓ قال ومالی لا اصدقک قالت فحدثنی
عن قصتہم قال فان علیاً لما کاتب معاویۃ وحکم الحکمین خرج علیہ ثمانیۃ آلاف من
قراء الناس فنزلوا بارض یقال لہا حروراء من جانب الکوفۃ وانہم عتبوا علیہ
فقالوا انسلخت من قمیص البسکہ اللہ و اسم سماک اللہ بہ ثم انطلقت فحکمت
فی دین اللہ فلا حکم الا للہ فلما ان بلغ علیاً ما عتبوا علیہ وفارقوا علیہ فامر مؤذناً فاذن
ان لا یدخل علی امیر المؤمنین رجل الا رجل قد حمل القرآن فلما ان امتلأت من
قراء الناس دعا بمصحف امام عظیم فوضعہ بین یدیہ فجعل یصکہ بیدہ ویقول ایہا المصحف
حدث الناس فناداہ الناس فقالوا یا امیر المؤمنین ما تسأل عنہ انما ہو مداد فی ورق
ونحن نتکلم بما روینا منہ فما ذا ترید قال اصحابکم ہولاء الذین خرجوا بینی وبینہم کتاب اللہ

عزوجل یقول اللہ عزوجل فی کتاب فی امراۃ ورجل وان خفتم شقاق
بینھما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا ان یریدا
اصلاحا یوفق اللہ بینھما فاتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعظم دما وحرمۃ
من امراۃ ورجل ونقموا علی ان کاتب معاویہ کتب علی بن ابی طالب وقد
جاءنا سھیل بن عمرو ونحن مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالحدیبیۃ حین
صالح قومہ قریشا وکتب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الرحمن الرحیم
فقال سھیل لا اکتب بسم اللہ الرحمن الرحیم قال کیف نکتب قال اکتب
باسمک اللھم فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاکتب محمد رسول اللہ
فقال لو اعلم انک رسول اللہ لم اخالفک فکتب ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبد اللہ
قریشا یقول اللہ عزوجل فی کتابہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ
حسنۃ لمن کان یرجو اللہ والیوم الاخر فبعث الیھم علی عبد اللہ
بن عباس فخرجت معہ حتی اذا توسطنا عسکرھم قام ابن الکواء یخطب الناس
فقال یا حملۃ القرآن ھذا عبد اللہ بن عباس من لم یکن یعرفہ فانا اعرف من کتاب
ما یعرفہ بہ ھذا ممن نزل فیہ وفی قومہ قوم خصمون فردوہ الی صاحبہ ولا تواضعوہ
کتاب اللہ فقام خطباءھم فقالوا واللہ لنواضعنہ کتاب اللہ فان جاء بحق نعرفہ
لنتبعنہ وان جاء بباطل لنبکتنہ بباطلہ فواضعوا عبد اللہ الکتاب ثلثۃ ایام فرجع
توبیخ خواہیم کرد
منھم اربعۃ آلاف کلھم تائب فیھم ابن الکواء حتی ادخلھم علی علی الکوفۃ فبعث
علی الی بقیتھم فقال قد کان من امرنا وامر الناس ما قد رأیتم فقفوا حیث شئتم
حتی یجتمع امۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیننا وبینکم ان لا تسفکوا دما وتقطعوا سبیلا
وتظلموا ذمۃ فانکم ان فعلتم فقد نبذنا الیکم الحرب علی سواء ان اللہ لا یحب
الخائنین فقالت لہ عائشۃ یا ابن شداد فقد قتلھم فقال واللہ ما بعث الیھم
حتی قطعوا السبیل وسفکوا الدم واستحلوا اھل الذمۃ فقالت اللہ قال اللہ
الذی لا الہ الا ھو لقد کان قالت فما شیء عن اھل العراق یحدثونہ یقولون

ذو الثدی ذو الثدی قال قد رأیته وقمت مع علی علیہ فی القتلی فدعا الناس فقال اتعرفون ہذا فما اکثر من جاء یقول قد رأیتہ فی مسجد بنی فلان یصلی ورأیتہ فی مسجد بنی فلان یصلی ولم یاتوا فیہ بثبت یعرف الا ذلک قالت فما قول علی حین قام علیہ کما یزعم اہل العراق قال سمعتہ یقول صدق اللہ ورسولہ قالت ہل سمعت منہ انہ قال غیر ذلک قال اللہم لا قالت اجل صدق اللہ ورسولہ یرحم اللہ علیا انہ کان من کلامہ لا یری شیئا یعجبہ الا قال صدق اللہ ورسولہ فیذہب اہل العراق یکذبون علیہ ویزیدون علیہ فی الحدیث واخرج احمد عن طارق بن زیاد قال خرجنا مع علی الی الخوارج فقتلہم ثم قال انظروا فان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال انہ سیخرج قوم یتکلمون بالحق لا یجاوز حلقہم یخرجون من الحق کما یخرج السہم من الرمیۃ سیماہم ان منہم رجلا اسود مخدج الید فی یدہ شعرات سود ان کان ہو فقد قتلتم شر الناس وان لم یکن ہو فقد قتلتم خیر الناس فبکینا ثم قال اطلبوا فطلبنا فوجدنا المخدج فخررنا سجودا وخر علی معنا ساجدا غیر انہ قال یتکلمون بکلمۃ الحق۔ صفحہ ۷۷ باقی آیندہ

تحریف کا نیا ثبوت

تحریف قرآن کی بحث جس تحقیق سے ہمارے ماہوار رسالہ الشمس مین ہو رہی ہے۔ اوس سے ناظرین بخوبی مطلع ہین۔ آج ہم ایک ایسا ثبوت تحریف کا پیش کرتے ہین جس سے تمامی اہلسنت کی آنکھین کھل جائین اڈیٹر اخبار وکیل لکھتے ہین "قسطنطنیہ کی چھپی ہوئی کتاب وصحاح جوہری" ہمارے میز پر ہے جسمین لفظ "وطن" "عزل" "حریت" "خلع" وغیرہ کہین نظر نہین آتے حالانکہ ایک مشہور لغت کی کتاب مین ان الفاظ کا ہونا ضروری اور استر دام کے چھپے ہوئے نسخے مین یہ موجود بھی ہین۔ مگر نزدیکان بارگاہ نے اس خوف سے کہ خدانخواستہ ان الفاظ سے وطن پرستی اور آزادی کے جذبات کہین قوم مین پیدا نہ ہون کتاب کی تحریف کروا دی صفحہ ۵ کالم ۲ مورخہ ۱۹ جون۔

اس واقعہ سے کہ چودھوین صدی کا واقعہ ہے اور ہزارون نسخے اس کتاب کے ملک مین شایع ہین کیونکہ لغت کی کتاب ہے اوسمین جب اسطرح کی تحریف کی گئی حالانکہ ان

الفاظ سے کوئی نقصان بھی سلطنت کو نہیں پہونچنے والا تہا۔ تو آپ خود قیاس کر سکتے
کہ سابق زمانہ مین کیسی تحریف کی گئی ہوگی جبکہ نہ قرآن پورے طور سے مرتب ہوا تھا
نہ کوئی لکھنے پڑھنے جانتا تہا یا مختلف صحابہ کو یاد تھا یا بعض کے پاس دو چار ورق اسکے
موجود تھے۔

شمس العلما مولوی شبلی نعمانی اپنے سفرنامہ مین لکھتے مین سلطان [illegible]
بغیر منظوری کے کوئی کتاب نہین چھپ سکتی [illegible]
النسفی چھپ رہی تھی معارف نے اس کتاب کی وہ تمام عبارت [illegible]
جسمین خلافت کی بحث ہے اور الائمہ من قریش کی حدیث مذکور ہے طبع [illegible]
نے مجبوراً اوسی قلم زد نسخہ کو چھاپا۔ مین نے اصل نسخہ جسپر معارف نے یہ تصرف کیا
تھا دیکھا اور مجھکو یاد ہے کہ اسوقت مین رنج اور غصہ کی وجہ سے بے اختیار ہوگیا تھا ان
لوگون نے یہ تصرف بخیال خود سلطان کی ہوا خواہی کے جوش مین کیا ہوگا لیکن
اگر حضور ممدوح کو اس سے اطلاع ہوتی تو وہ ہرگز اسکو پسند نہ کرتے صفحہ ۹۷ مطبوعہ
مفید عام آگرہ

اب تو اچھی طرح آپکو یقین ہوگیا کہ یہ لوگ تحریف مین کسدرجہ مشاق ہین کیونکہ جب
خیالی خیر خواہی سلطان مین وہ حدیث بھی نکال دی گئی جس سے خلفائے ثلثہ
کی خلافت ثابت کی جاتی ہے۔ تو آپکو اسمین کیا تامل ہوگا کہ انلوگون نے عہد خلفائے
ثلثہ مین جب قرآن کو لکھوایا تھا تو ان الفاظ نکال ڈالے ہونگے جس سے خلافت
جناب امیر ثابت ہوتی ہو کیونکہ آخر وہ قرآن کیون نہ لیا گیا جسے جناب امیر نے بحکم
رسول اللہ ترتیب دیا تھا۔ وہ لوگ کیون نہ جمع قرآن مین شریک کئے گئے
جنہون نے خود عہد رسول اللہ مین قرآن کو جمع کیا تہا جنمین عبداللہ بن مسعود و ابی
بن کعب کا نام سب سے زیادہ مشہور ہے۔ اکابر صحابہ کیون نہ جمع قرآن مین داخل
کئے گئے مثل ابن عباس وغیرہ کے جو بنی امیہ کے چند اوباش اس کام پر مقرر ہوئے
حضرت عثمان نے اوس قرآن کو جو عہد شیخین سے جمع تھا یا دیگر صحابہ کے پاس کچھ

اوراق تھے پہر کیون جلوایا حالانکہ عام قاعدہ ہے کہ بزرگون کے نوشتونکی نہایت درجہ حفاظت کی جاتی ہے۔ مگر اون اوراق نے کیا قصور کیا تھا جو خود عہد رسول اللہ کے لکھے ہوئے تھے۔ مروان نے اوس قرآن کو کیون جلوایا جو حضرت خلیفہ اول کا لکھوایا ہوا اور حضرت عمر کا صحیح کیا ہوا حضرت حفصہ کے پاس تہا اور عثمان صاحب کے دست تصرف سے محفوظ رہ گیا تھا بعد وفات حضرت حفصہ مروان نے اوس قرآن کو بزور حکومت ابن عمر سے لیکر کیون جلوایا اگر اوسمین کوئی بات ایسی نہ تھی جس سے ان مدعیان اسلام کے خلاف کوئی بات خاص طور پر پیدا ہوتی۔

مین یہ نہین کہسکتا کہ تحریف کی گئی یا تبدل و تغیر کیا گیا۔ مگر یہ واقعات آپکو خود بتا سکتے ہین کہ اصلی کیا غرض تھی اور جبکہ عہد خلافت عبد الحمید خان مین یہ سب واقعات تحریف پیش آچکے ہین جو خلیفۃ المسلمین کہے جاتے تھے اور خلافت عثمانی کے گویا آخری خلیفہ تھے تو پھر اسمین کیا شبہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان کے زمانہ مین اسی قسم کے واقعات پیش آئے ہون کیونکہ عثمانیت دونون مین شریک ہے۔ اگر آپ قرآن پڑہتے ہین تو اب بھی آپکو محسوس ہو سکتا ہے کیونکہ سورہ حجر مین قال ھذا صراط علی مستقیم موجود ہے جسکی تلاوت کی جاتی ہے اگر الفاظ یہی رہین صرف اعراب بدل دی جاے تو مطلب واضح ہو جاتا ہے کیونکہ قال ھذا صراط علی مستقیم ایک نہایت صاف اور واضح مطلب بتاتا ہے بخلاف قال ھذا صراط علی مستقیم کہ صراط کا صلہ علی کے ساتھ نہایت مشکل ہے جسنے بڑے بڑے مفسرین کو تہکا دیا ہے۔

اگر آپکو اس بحث تحریف قرآن کا شوق ہے اور اس سے کچھ دلچسپی ہے تو رسالہ الشمس ضرور ملاحظہ فرمائیے جسکی چار جلدین اسوقت تک شایع ہوین۔ تین جلدین خاص اسی بحث تحریف قرآن مین ہین۔

اڈیٹر صاحب وکیل نے یہ الزام سلطان پر بجواب ہڈیرہ وطن وغیرہ قایم کیا ہے جو سلطان کی معزولی پر نوحہ کنان ہین جسکے آخر مین لکھتے ہین وہ تو چودھوین صدی کے ایک مطلق العنان بادشاہ

کے معزول کرنیوالونکو جسکی معزولی پر اسکی تمام رعایا خوش ہے ہم کیونکر برا کہہ سکتے ہین -

مگر عجب اتفاق کہ اس الزام مین بھی سلطان کے شریک حضرت عثمان پائے جاتے ہین کیونکہ جب صحابہ نے اونکے قتل پر اجماع کیا ہے - تو اس مضمون کی تحریر لکھی گئی تھی جیسا کہ کتاب الامامت والسیاست امام ابن قتیبہ مین ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم من المهاجرین الاولین وبقیة الشوریٰ الی من بمصر من الصحابة والتابعین اما بعد ان تعالوا الینا وتدارکوا خلافة رسول اللہ قبل ان یسلبها اهلها فان کتاب اللہ قد بدل وسنة رسوله قد غیرت واحکام الخلیفتین قد بدلت ص۵۹

یہ تحریر ہے مہاجرین اولین - اور بقیہ اصحاب شوریٰ کی اون صحابہ وتابعین کی طرف جو مصر مین ہین کہ جلد آؤ ہمارے پاس اور خلافت رسول اللہ کا تدارک کرو کہ کتاب خدا بدل دی گئی - اور سنت رسول مین تغیر کیا گیا اور احکام دونو خلیفہ کے بدلدئے گئے - اب آپ ہی غور فرمایئے کہ کسکا جرم اعظم ہے خلیفہ ثالث کا جنہون نے قرآن مین تغیر وتبدیل کیا اور سنت رسول اللہ کو بدلا یا جرم سلطان جنکے ہوا خواہون نے صحاح جوہری کے الفاظ نکالڈالے اور شرح عقائد نسفی سے حدیث الائمة من قریش کو حذف کیا -

افسوس کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اڈیٹر اہلحدیث نے جو سلطان وحضرت عثمان کا موازنہ لکھا ہے اوسمین اس بحث کو بالکل چھوڑ دیا حالانکہ یہ نہایت ضروری تھا جس سے سلطان وعثمان کا موازنہ پورے طور پر درست ہوتا -

آخر مین ہم اڈیٹر صاحب وکیل کو راے دیتے ہین کہ براہ مہربانی ایسے مواقع مین ائمہ اہلبیت طاہرین کا نام آپ نہ لین تو بہتر ہے شیعون کے مذہبی فیلنگ کا خیال آپکو ضروری ہے - آپنے جناب امیر کی خلافت کو کب قبول کیا جو جناب امام حسن مجتبیٰ کی خلافت کو قبول کرتے - آپ اپنے اختیارات وتعلقات کو صرف معویہ ویزید تک محدود رکھئے تو زیادہ انسب ہے - کیونکہ آپکا مذہب تو سلطانی مذہب ہے جو بادشاہ بن گیا اوسکی خوشامد آپ پر فرض ہے پہلے عبد الحمید خان تھے - اب رشاد آفندی ہین جیسا کہ مولوی انشاء اللہ خان وغیرہ کو نصیحت کرتے ہوئے آپ لکھتے ہین دربیشک پشت بہ پشت صحیح واقعات

معلوم نہ تھی۔ لیکن اب معلوم ہونے پر لاعلمی کے زمانے کی باتوں پر اڑے رہنا اور اپنی پچ کی ناپسندیدہ نہیں ہے،، جس سے صاف ظاہر ہوا کہ آپ سلطان معزول سے قطع تعلق کرکے سلطان حال کی شیفتگی پر قوم کو آمادہ کر رہے ہیں۔

مگر افسوس کہ خلفائے ثلثہ کے کارناموں پر بعد اقرار بہ خلافت جناب امیر آپ نظر ثانی نہیں کرتے اور ،، لاعلمی کے زمانے کی باتوں پر اڑے رہنا اور اپنی پچ کرنا پسند کرتے ہیں جو مصداق خود فضیحت دیگرے را نصیحت،، ہے (اڈیٹر)

آثار صحبت

اس عنوان سے النجم نے ایک مضمون شایع کیا ہے جسمیں وہ شیعوں کے اس بیان کا جواب دیا چاہتے ہیں کہ اکثر صحابہ رسول منافق و کافر تھے۔ چنانچہ ایک تمہید کے بعد مورخہ ۷ جمادی الاول میں لکھتے ہیں المختصر تاثیر صحبت ایک ایسی چیز ہے جس کا کوئی انکار بدیہیات کے انکار سے کم نہیں۔ مگر ایک فرقہ جو انکار بدیہیات کا عادی ہے اور جسکے تمام معتقدات بالکل بدیہیات پر مبنی ہیں تاثیر صحبت کا بھی منکر ہے تاثیر صحبت بھی کس کی سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ فرقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے جو لوگ تمام عمر سفر اور حضر میں رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت کے ملازم رہے اور جو آپ کے ساتھ ایک ساعت کے لئے جدا نہوتے تھے اس فرقہ کا خیال ان لوگوں کی نسبت یہ ہے کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہوئے اور آپکے اخلاق حسنہ اور صفات جمیلہ کا عکس انپر بالکل نہ پڑا۔ ایک کہنے والا کہسکتا ہے کہ تاثیر صحبت کیلئے شرط یہ ہے کہ متاثر میں قابلیت اثر قبول کرنے کی ہو لیکن جبکہ متاثر میں قابلیت نہ ہو تو کسی کی صحبت کا اثر کسی طرح ظاہر نہیں ہو سکتا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی معاذ اللہ یہی حالت تھی کہ انمیں اثر صحبت کے قبول کرنے کی صلاحیت و استعداد بالکل نہ تھی ایسا کہدینے سے یہ فرقہ اپنے کو سبکدوش سمجھ لیتا ہے مگر کوئی بتا سکتا ہے کہ حضرت کے صحبت میں بیٹھنے والے سوا دو تین کے سب ناقابل محض تھے اور کیا کوئی اس بات کو مان سکتا ہے کہ کسی زمانہ میں سوا دو ایک آدمیوں کے تعلیم و تربیت کی قابلیت کسی میں نہ ہوئی کوئی

استاد کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دوسو طالب العلم اس سے پڑہتے ہون اور امتحان لینے
پر ان دوسو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اوستاد
الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام اراکین مدرسہ اس اوستاد کو
الزام دینگے اور راوسی کی ناقابلیت پر اوسکو محمول کرینگے ہان اگر دوسو مین بیس پچیس ناکام
رہے باقی سب طالب العلم کامیاب ہو جاتے تو البتہ اوستاد بری الذمہ ہو سکتا تھا۔
سرورانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جو ہزارون ہزار تھے انہین سوا دو ایک کے
سب ایسے ناقابل تھے کہ انپر فیض صحبت کا کچھ اثر ہو ہی نہ سکتا تھا اس کو کسکی عقل
تسلیم کر سکتی ہے۔
خلاصہ اسکا یہ ہے کہ اگر کل صحابہ کے ایمان و اسلام کو نہ قبول کرین تو حضرت کی نبوت
و رسالت بیکار ٹھہرتی ہے لہذا ضرور ہوا کہ کل صحابہ کا ایمان قبول کیا جاوے۔ مگر افسوس
کہ آخر مین اڈیٹر صاحب اپنی اس ساری تحریر کو خود باطل کر دیتے ہین کہ لکھتے ہین ،،
ہم اہلسنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت کی صحبت بابرکت عجب تاثیر رکہتی تھی اور اس تاثیر سے
فیضیاب ہونے کے لئے صرف ایمان شرط جو لوگ با ایمان ہو کر آپکی صحبت سے مشرف
ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ سب ذرہ سے نیر اعظم بنگئے اور حسب مراتب سبکو
روحانی کمالات حاصل ہوئے جسپر ایک مرتبہ بھی آپکی نظر کیمیا اثر پڑ گئی وہ فیض سے محروم
نہ رہا رضی اللہ عنہم و اماتنا علی حبہم مورخہ ۸ جمادی الاولی۔
کیونکہ جب آپ اسکو تسلیم کرتے ہین کہ تاثیر صحبت کے لئے ،،صرف ایمان شرط ہے،، تو
آپکے عقیدہ مین اور شیعون مین فرق ہی کیا رہا۔ کیونکہ شیعہ بھی تو اونہین صحابہ کی نسبت
ضلالت و گمراہی کے معتقد ہین جو ایمان سے بے بہرہ تھے۔ ایمان سے محروم تھے جس سے
یہ سب فسادات پیدا ہوئے۔ پس یہ امر فریقین کا اتفاقی ٹھہرا کہ جو لوگ با ایمان ہو کر آپکی
صحبت سے مشرف ہوئے انپر آپکے انوار کا ایسا عکس پڑا کہ سب ذرہ سے نیر اعظم بن گئے
اور حسب مراتب سکو روحانی کمالات حاصل ہوئے ،،
مگر مشکل ہے تو یہ کہ جنکو آپ یقینا مومن کامل اکمل نیر اعظم روحانی کمالات سے

آراستہ جانتے ہین صرف اسوجہ سے کہ دنیاوی اقتدار اونکو نہ حاصل تھا بر سر حکومت نہ تھے اونکی عظمت وجلالت کا کسی طرح اقرار نہین کرتے۔ اور جو لوگ ایمان سے بے نصیب تھے اور حکومت دنیوی پر فائز تھے اونکی ہر طرح کی عظمت وجلالت کے آپ قائل ہین چنانچہ خود لکھتے ہین ،، قابلیت تعلیم وتربیت کے حاصل کرنیکی صحابہ کرام خصوصاً مہاجرین و انصار مین جیسی کچھ تھی وہ ان کے کارنامون سے ظاہر ہے اپنی خلافت کے وقت جیسی جیسے کارنمایان انھون نے کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت کے فرائض جس حسن وخوبی کے ساتھ انہون نے ادا کئے اسکو دیکھکر ہر صاحب انصاف اقرار کرتا ہے کہ ان مین اعلی درجہ کی قابلیت اور اول درجہ کی لیاقت موجود تھی یہ سب قابلیت انہون نے کہان حاصل کی تھی انکے باپ دادا مین کہین سلطنت کا نام ونشان بھی تھا یہ سب کمالات انہون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین حاصل کئے تھے پس کیا یہ کہا جائیگا کہ آنحضرتؐ کی صحبت مین انکو دنیاوی لیاقتین تو اعلی درجہ کی حاصل ہوئین مگر دینی لیاقت کوئی بھی پیدا نہ ہوئی تمام صحابہ مین سوا دو چار کے کوئی ایسا نہ تھا جسپر حضرتؐ کی صحبت کارگر ہوتی ایک ایسی بات ہے کہ تمام دنیا کی تاریخین اور تمام واقعات قطعیہ اسکی تردید کرتے ہین ،،

اس عبارت سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ آپ اونکی قابلیت جہانبانی اور لیاقت حکمرانی سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جب دنیاوی لیاقت ایسی تھی تو دینی قابلیت بھی ضرور اعلی درجہ کی ہوگی حالانکہ تمام عالم کو معلوم ہے الدین والدنیا لایجتمعان دین ودنیا مین ایسی مغائرت ہے کہ کبھی جمع ہی نہین ہوسکتے پھر آپ اونکی دنیاداری سے دینداری کیونکر ثابت کرسکتے ہین۔

کیا آپکے پیش نظر تاریخ عالم مین وہ لوگ نہین ہین جنہون نے دنیا تو اسطرح حاصل کیا کہ تمام روے زمین کے مالک ہوگئے اور آخرت مین اونکا یہ حصہ ہے کہ خداوند عالم فرماتا ہے وما لھم فی الاخرۃ من خلاق۔

آپکا طریقۂ استدلال بتارہا ہے کہ جو شخص حکومت وسلطنت کے فرائض کو بخوبی

انجام دے وہ دینی قابلیت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے جسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پہلے اون سب سلاطین کے ایمان و اسلام کا قرار کرنا پڑیگا جنہوں نے سلطنت کو اعلیٰ درجہ پر پہونچایا۔ پھر آپکو اسکا بھی اقرار کرنا پڑیگا کہ خلفائے ثلثہ جناب رسالتمآبؐ سے معاذ اللہ افضل تھے جسکا اعتقاد تو باطنی طور پر ضرور رہے اگرچہ زبانی اقرار نہ کرسکیں۔ کیونکہ یہ امر یقینی ہے سلطنت اسلام کو جو عروج اور فروغ خلفائے ثلثہ کے زمانہ میں ہوا ہرگز آنحضرتؐ کے عہد میں نہیں ہوا لہذا خلفائے ثلثہ آپ سے افضل ہوئے اور ولید بن عبد الملک انسے افضل ٹھہرے جسکے زمانہ میں باتفاق مورخین ایسے فتوحات ہوئے کہ عہد خلفائے ثلثہ میں بھی نہ ہوئے تھے۔

غرض رسول اللہ اشرف الانبیا سید المرسلین تھے آپکی ہدایت تمام خلق کیلئے مساوی تھی جسطرح معلم کی تعلیم سبکو مساوی ہوتی ہے مگر جسکی خداداد قابلیت زیادہ ہوتی ہے وہی اثر زیادہ قبول کرتا ہے۔ اسیلئے خدا فرماتا ہے انک لاتھدی من احببت تم اوسکو ہدایت نہیں کرسکتے جسکو تم چاہتے ہو۔ ہزارہا آیات قرآنی اس مادہ میں موجود ہیں کہ تمہارا کام تبلیغ احکام ہے اور ہمارا کام توفیق دینا جسکو خدا نے توفیق دی اوسنے اثر قبول کیا۔ اور دوسرے لوگ محروم ہی رہے۔ اس سے نہ رسول پر الزام آتا ہے نہ خدا پر۔

اب اگر ہم کہیں کہ سب صحابہ مومنین خاص تھے تو تکذیب خدا لازم آتی ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الاخرۃ لہذا ماننا پڑا کہ صحابہ دو قسم کے تھے دنیادار و دیندار۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ دنیادار کی تعداد ہمیشہ زیادہ ہوتی ہے بہ نسبت دینداروں کے تو خود آپکے مقبولہ اصول سے تسلیم کرنا پڑا کہ دنیادار صحابہ زیادہ تھے جنہوں نے کیسے کیسے فتوحات کئے۔ اور چونکہ دنیاداری کو لازم ہے کہ حق و ناحق کی پابندی اوسکو نہیں ہوتی لہذا بے عذر آپکو ماننا پڑیگا کہ جب دنیادار صحابہ نے اسطرح جہانداری کی اور فتوحات عظیم کے مالک ہوئے تو انہوں نے بمناسبت اسکے ظلم بھی اوسیقدر کیا ہوگا جسقدر اونکو کامیابی ہوئی۔

اگرچہ آپکی تقریر کا ابطال خود آپکے کلام سے ہو چکا - مگر چند فقرات ہم آپ ہی کے اس اخبار کے اور نقل کرتے ہین جس سے بدیہی طور پر آپکی تکذیب ظاہر ہو کیونکہ آپ خود اسی اخبار کے صفحہ ۵ سطر ۲۰ مین لکھتے ہین "اسطرح سے روایت کرنے والے صرف چار ہوئے فاروق اعظم - ابن مسعود - ابن عباس - علی مرتضی اما غیر هولاء الاربعة فکانوا یروون دلالة لکن ما کانوا یمیزون الرکن والشرط من الاداب والسنن ولم یکن لهم قول عند تعارض الاخبار و تقابل الادلة الا قلیلا - کابن عمر وعائشة وزید بن ثابت ازالة الخفا ان چار کے سوا اور صحابہ ایسے نہ تھے جو حدیث سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے - ان چارون مین حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عمر ہمخیال اور متفق الراے تھے اور دونون ملکر باہم فیصلہ کیا کرتے تھے"

اب آپ ہی فرمایئے کہ جب ہزارون ہزار صحابہ مین بقول آپکے صرف چار آدمی ایسے تھے جو حدیثون سے احکام سمجھتے اور تعارض حدیث کو اوٹھاتے اور فیصلہ کرتے تو آپکا وہ اعتراض رسول اللہ پر عائد ہوا یا نہین جسکو ان لفظون سے لکھا تھا "کوئی اوستاد کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دو سو طالب علم اس سے پڑہتے ہون اور امتحان لینے پر ان دو سو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ اُستاد الزام سے بری ہو سکتا ہے ہرگز بری نہین ہو سکتا تمام ارالین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر اسکو محمول کرینگے"

کیونکہ آپکے مثال معروضہ مین منجملہ دو سو طالب علم کے ایک پاس ہوا تھا اور یہان ہزارون ہزار مین صرف چار - تو پھر بتایئے آپ ہی کے قول سے رسول اللہ پر الزام آیا یا نہین اور کوئی صورت برات آپکے ذہن مین ہے کہ حضرت کو اس الزام سے پاک کرین کہ ہزارون ہزار صحابہ مین چار آدمی ایسے نکلے جو حدیث سے احکام سمجھ سکتے -

آگے چلئے تو معلوم ہو کہ خود آپکی تحریر سے چار صحابہ مین سے دو ہی رہ جاتے ہین بلکہ ایک ہی کیونکہ آپ لکھتے ہین "اب تمام صحابہ کو علم سرچشمہ اور مرجع عبد اللہ بن مسعود

اور علی مرتضی کا علم ٹھہرتا ہے اور تمام مسائل اور احکام کے علم بردار یہی دونو قرار پاتے ہین قال سلم عن مسروق سامت اصحاب محمد فوجدت علمهم انتھی الی ستة علی۔ عبد اللہ۔ عمر۔ زید۔ ابو الدرداء ابی بن کعب ثم سامت فوجدت علمهم انتھی الی علی و عبد اللہ اعلام الموقعین ابن تیمیہ مسروق کہتا ہے کہ مینے تمام صحابہ کا علم ان چھ مین پایا علیؓ۔ عبد اللہ ابن مسعود۔ عمر۔ زید۔ ابو الدرداء۔ ابی بن کعب پھر نظر ثانی سے معلوم ہوا کہ علیؓ ابن مسعود تمام صحابہ کے علم کے جامع ہین حضرت علی کی تعلیم کا اور روایت کا بڑا حصہ کوفہ کی قسمت مین ہوا بلکہ شاہ صاحب تو کہتے ہین کہ اونکی تعلیم کوفہ ہی سے مخصوص ہے اور کوئی نہین ہوے علم علی مرتضی خبر در کوفہ مشہور نشد ازالۃ الخفا۔ اور حضرت علی کی روایتون مین چونکہ بہت جعل کیا گیا اسلئے وہ تمام روایات نامعتبر ٹھہرین اور اسلئے عبد اللہ بن مسعود کے شاگردون نے جو روایات کین وہ معتبر رکھی گئین لم یکن یصدق علی علیؓ فی الحدیث علیہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود ازالۃ الخفا۔ علیؓ کی روایات مین وہ معتبر ہوین جو ابن مسعود کے شاگردون نے کی ہین،،

اس تحریر نے آپکی ثابت کردیا کہ دو ہی آدمی ایسے تھے جو علم کے سرچشمہ تھے ایک جناب امیر اور دوسرے ابن مسعود۔ مگر آخر کو جناب امیر کے علم سے بھی اسوجہ سے انکار کر دیا گیا کہ آپکی روائتون مین بہت جعل ہوا لہذا صرف ایک ہی صحابی ایسے ٹھہرے جو حدیث سے احکام سمجھتے اور تعارض احادیث کو اوٹھاتے۔ تو اب انصافاً بتائے شیعونکا دعوی خود آپکے آپکے بیان سے ثابت ہوا یا نہین۔

اور آپنے جو الزام رسول اللہ پر قائم کیا تھا اوسکو آپنے خود قائم کیا یا نہین کیونکہ آپ خود لکھ چکے ہین ،، کوئی استاد کسی مدرسہ مین پڑہاتا ہو دوسو طالب علم اس سے پڑھتے ہون اور امتحان لینے پر ان دوسو مین صرف ایک طالب علم کامیاب ہو باقی سب ناکام رہین تو کیا وہ استاد الزام سے بری ہوسکتا ہے ہرگز بری نہین ہوسکتا تمام اراکین مدرسہ اس استاد کو الزام دینگے اور اسی کی ناقابلیت پر محمول کرینگے،،

یہان فرق ہے تو اسقدر کہ آپنے مدرس کو صرف دو سو طالب علم کا معلم مانا ہے اور ایک طالب علم کامیاب۔ اور یہان آپ رسول اللہ صلعم کو ہزارون ہزار صحابہ کا معلم بھی کہتے ہین اور کامیاب صرف ایک شخص کو بتاتے ہین ابن مسعود جو حضرت ابو حنیفہ کے معلم اعلی تھے اب آپ ہی انصافاً کہیئے کسکا الزام زیادہ قابل الزام ہے۔

اور سپر طرہ یہ کہ جن ابن مسعود کی یہ تعریف کی گئی تھی وہ ایسے کامیاب طالب علم ثابت ہوئے کہ خلیفہ ثالث نے اونکو اس قابل بھی نہ سمجھا کہ شریک جمع قرآن کئے جائین۔ بلکہ اونسے قرآن چھینا گیا اور جلا گیا۔ اور اصرار و انکار کیوجہ سے اسقدر ضرب شدید پہونچائی گئی کہ اس صدمہ سے اونہون نے انتقال کیا۔ پھر بتائیے حضرت کی تعلیم کیسی کامل تھی کہ ہزارون ہزار صحابہ مین جو ایک شخص کامیاب تعلیم یافتہ نکلا۔ وہ ایسا تھا کہ آپکے خلیفہ برحق حضرت عثمان کے نزدیک اسی علمی قابلیت کی وجہ سے وہ مار ڈالن و گردن زدنی قرار پایا۔

تو اب آپ ہی فرمائیے کہ منکر رسالت و منکر اثر صحبت آپ ہوئے یا ہم جو اسکے قائل ہین رسول اللہ کی تعلیم نے لاکھون آدمیون کو مسلمان کیا حضرت نے بغرض تکمیل تعلیم اپنے خلیفہ و جانشین جناب امیر المومنین ع کو مقرر کیا جنکے خلافت سے بغرض دنیا اکثرون نے سرکشی کی اور چند مخصوص صحابہ آپکے ہمراہ رہگئے

اڈیٹر صاحب نے اگرچہ کسیکی تحریر نہین لکھی نہ کسی شخص خاص کا قول۔ مگر تاہم بہت سا افترا کیا ہے لہذا بعض بعض فقرات پر خاص طور سے اشارہ کیا جاتا ہے کہ یہ دروغ ہے۔ زیر ہندسہ اڈیٹر صاحب کی عبارت ہے

(۱) مگر ایک فرقہ جو انکار بدیہیات کا عادی ہے،، اگر یہ جملہ شیعون کے نسبت ہے تو یقیناً غلط اور اگر سنیون کی طرف اشارہ ہے تو وہ جانین۔ کیونکہ مین حنفیہ اشارہ ہے

(۲) یہ فرقہ آنحضرت کی صحبت کو بالکل اثر سے خالی سمجھتا ہے،، شیعون کے نسبت محض غلط اور سنیون کی نسبت صحیح کیونکہ یہ لوگ اونکو ترجیح دیتے ہین جو کبھی کبھی آکر پاس بطمع دنیا بیٹھ جاتے اور اونکو تو نسے بالکل چشم پوشی کرتے ہین جو رسول اللہ کی روح گوشت پوست خون تھے

٭ ملاحظہ

جنکے نسبت خود فرما گئے خلقت انا و علیؑ من نور واحد۔ اور لحمک لحمی دمک دمی وغیرہ وغیرہ احادیث۔

(۳) جو لوگ تمام عمر سفر اور حضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہے اور جو آپکے ساتھ سے ایک ساعت کیلئے جدا ہوتے تھے۔ اس فرقہ کا خیال انلوگون کی نسبت یہ ہے کہ وہ آپکے فیض صحبت سے بالکل متاثر نہ ہوئے اور آپکے اخلاق حسنہ اور آپکی صفات جمیلہ کا عکس بالکل انپر نہ پڑا،، بالکل غلط ہے کیونکہ بجز جناب امیرؑ و اہلبیت طاہرین کوئی بھی صحابہ سے ایسا نہ تھا جو تمام عمر سفر اور حضر مین رات دن سوتے جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہا ہو کیونکہ جناب امیر نے جسروز ولادت پائی اوسی روز سے آپکے لطف کی خوشبو پائی تین یا چار سال کے تھے کہ حضرت کی کفالت مین آئے حضرت نے مثل اولاد کے پرورش کی یہانتک کہ رسول اللہ نے آپ ہی کے گود مین انتقال کیا۔

پس یہ اوصاف تو صرف حضرت علیؑ ہی مین پائے گئے بخلاف دیگر خلفا کے جنمین ابوبکر صاحب نے چالیس برس کی یقینی بت پرستی کے پچاس مسلمانون کے اسلام لانے پر اسلام ظاہری قبول کیا تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر حضرت کے ساتھ رہے۔ بعد قبول اسلام بھی مکہ مین تو تا حیات حضرت ابو طالبؑ اونکو اسکی جرات نہوئی کہ حضرت کے پاس کچھ دیر تک بیٹھ سکین۔ کیونکہ حضرت کے پاس صرف اشراف قریش بیٹھتے تھے۔ نہ وہ اوس دعوت مین شریک ہو سکے جسمین حضرت نے بنی عبد المطلبؑ کی دعوت کی۔ نہ حضرت کے ساتھ اوس حالت مین رہے جو محاصرہ شعب ابو طالب کا زمانہ کہلاتا ہے کہ حضرت کو تین برس تک یہ مصیبت اوٹھانی پڑی۔ بعد وفات حضرت ابو طالب و رحلت حضرت خدیجہ انھون نے اپنی بیٹی عائشہ کو حضرت کی زوجیت مین دیکر آمد و رفت کا ایک معقول ذریعہ پیدا کرنا چاہا جسکے بعد ہجرت کا وقت آیا اور یہ کسی طرح ہو حضرت کے ساتھ گئے مدینہ منورہ پہونچکر دو فرسخ کے فاصلہ پر ابوبکر صاحب کا قیام رہا جو کسیوقت آجاتے یہانتک کہ نہ حضرت کے انتقال کے وقت پاس رہے۔ بلکہ بعد کو بلائے گئے نہ دفن کفن نماز جنازہ مین شریک رہے پھر ایسے شخص کی نسبت کون کہہ سکتا ہے کہ وہ تمام عمر سفر حضر دن رات ساتھ رہے

جاگتے آپکی صحبت مین ملازم رہا۔
خلیفہ دوم کی حالت ایسی بدتر تھی کہ اشاعت اسلام کے مدتون بعد اسلام لائے قبل از اسلام رسول اللہ کے خون کے پیاسے تھے اور بعد اسلام وہ کیا جو یادگار عالم ہے پھر کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ وہ لوگ حضرت کے اخلاق حسنہ سے متاثر ہوگئے۔
مشکل تو یہی ہے کہ یہ لوگ جو اوصاف و حالات صرف جناب امیرؑ سے متعلق ہین اونکو اپنے خیالی صحابہ نہین بلکہ صرف خلفائے ثلثہ پر منطبق کرکے چاہتے ہین عام مسلمانون کو دھوکھا دین اور اون لوگونکو مسلمان و مومن کہلائین جو کھلم کھلا منافق تھے اور اسلام کے پردہ مین چھپکر کامیابی چاہتے اور کامیاب ہوگئے۔
کیا آپ کہہ سکتے ہین خلفائے ثلثہ کی معیت رسول اللہؐ کے ساتھ ابولہب سے بڑھی ہوئی تھی جو آپکا چچا تھا۔ پھر جب حضرت کی صحبت نے اوسمین تاثیر نہ کی اور وہ اسلام نہ لایا تو ان منافقین کی نسبت کیونکر آپ گمان کرسکتے ہین کہ محض فیض صحبت سے یہ لوگ متاثر ہوئے حالانکہ آپ خود ہی قبول اثر کیلئے ایمان کی شرط لگاتے ہین۔ اور یہی ہمارے آپکے نزاعی امر ہے کہ وہ مومن تھے یا منافق۔
ہمتو آپکو اوسوقت مسلمان سمجھ سکتے ہین کہ خدا کو آپ عادل مانین۔ مگر سرے سے آپ عدل خداوندی کے منکر ہین۔
ہم تو اوسوقت آپکو مسلمان سمجھ سکتے ہین جب رسول اللہ کو نبی معصوم سمجھئے مگر ہائے آپکے خلفانے تو کبھی حضرت کو نہ نبی سمجھا نہ معصوم اسیوجہ سے حضرت کے حکم کی مخالفت کی گئی خدا کا حکم رد کیا گیا۔
آپلوگ توصرف ایک دنیا پرست مذہب رکھتے ہین جسکی غرض صرف خلفا پرستی ہے نہ خدا پرستی نہ رسول کی متابعت بلکہ جو تخت خلافت پر بیٹھ گیا اوسیکے آپ طرفدار ہین۔ اوسیکے حمایتی۔ اگر آپنے ان ظالم خلفا و سلاطین سے ایک کی بھی ترک حمایت کی ہوتی توہم سمجھتے آپکو کچھ حصہ دینداری کا ملا ہے۔ مگر ہم تو دیکھ رہے ہین کہ ایک طرف اگر شیخین کے لئے آپ حمایت پر تلیا ہین تو دوسری طرف یزید و معاویہ کے لئے آستین چڑھائے

آمادہ پیکار رہیں پھر کیونکر کہا جائے آپلوگ مسلمان ہین۔

کیا صحابہ رسول مین یہی تین آدمی تھے کیا اونکے علاوہ کوئی صحابی رسول نہ تہا۔ کیا اپنے اور بھی کسی صحابی کی طرفداری کی ہے۔ حضرت سلمان فارسی نے کیا قصور کیا حضرت ابوذر کی کیا خطا تھی جبکو عثمان صاحب نے اسطرح ایذادی اور آپکو اونکی ہمدردی کا جوش نہ آیا۔ کیا حضرت عمار صحابی نہ تھے جنکی قدر و منزلت کرتے چہ جائیکہ آپ عثمان کو اون کے قتل مین بیقصور ثابت کر رہے ہین۔ کیا حضرت مقداد صحابی نہ تھے۔ کیا حضرت عمرو بن الحمق صحابی نہ تھے جو قتل عثمان ہین شریک نہ تھے۔ کیا مالک اشتر صحابی نہ تھے جنکو معاویہ نے زہر دیکر شہید کرایا۔ کیا ابو الطفیل عامر بن واثلہ صحابی نہ تھے جو لشکر مختار کے علمدار تھے۔

اگر آپکو صحابہ ہی کی طرفداری اور حمایت منظور ہے تو ان بزرگ اور مقدس صحابہ پر بھی تو نظر عاطفت مبذول فرمائیے۔ مگر آپکو تو نہ خدا سے غرض ہے نہ رسولؐ سے مطلب نہ صحابہ سے سروکار صرف خلفا سے غرض ہے کہ ابوبکر عمر عثمان معاویہ یزید کی طرفداری کیجیے جو کمبخت صحابی بھی نہ تھا مگر خلیفہ تھا۔

آپنے عشرہ مبشرہ اور نو آدمیون کا نام رکھا ہے جو خلافت کے رکن رکین تھے اور انہدام اسلام کے بازو .... یہانتک کہ تمام دنیا کو معلوم ہے یہ لوگ کیسے نیک سرشت اور خیر طلب تھے کہ اسلام کو انلوگون نے ملکر تباہ و برباد کیا اور آپ اونہین کی حمایت مین یہ زہر اوگل رہے ہین حالانکہ آپ کو خوب معلوم ہے انکے افعال ایسے تھے کہ اگر کوئی مسلمان اوسکا ارادہ کرے تو تمام عالم سے اوسپر لعنت برسے۔

غرض یہ ہے کہ صحابہ کا لفظ ایک دھوکہ ہے نہ آپ صحابہ کو مانتے ہین نہ اوس شخص کو جسکی صحابیت سے انکو یہ شرف ملا ورنہ صحابہ کچھ خلفائے ثلثہ ہی مین منحصر نہین ہین ہزارون صحابہ دوسرے بھی ہین اونکے بھی فضائل و مناقب کا تو اقرار کیجیے۔

شیعہ خدا و رسولؐ کے بعد اونکے اہلبیت طاہرین کو مانتے ہین وہ بھی اسوجہ سے

کہ رسول اللہ نے اونکی اطاعت کا حکم دیا - ان کے بعد اون صحابہ و تابعین کی تہذیب و توقیر و تعظیم کرتے ہین جنکی تعظیم کا رسول اللہ نے حکم دیا - اور بحکم رسول ؐ اونپر لعنت کرتے ہین جو باعث ایذاے اہلبیت طاہرین ہوئے اور دین اسلام کو اونہون نے مردہ اور بے روح کر دیا - والسّلام علی من اتبع الہدیٰ - (اڈیٹر)

حضرت یزید پلید علیہ ما یستحقہ

شاید اس عنوان کو دیکھکر ناظرین متعجب ہون کہ یزید کے نام پر حضرت بھی لکھا گیا ہے - پھر اُسکے ساتھ پلید بھی - مگر واضح ہو کہ پلید تو مین نے اُس خبیث کو اپنے عقیدہ حقہ کے بموجب لکھا ہے کیونکہ میرے نزدیک اور نہ صرف میرے نزدیک بلکہ جملہ علمائے محققین و اکابر دین کے نزدیک یزید کا مرتبہ پلید سے بھی مزید ہے بلکہ وہ خبیث و شقی مردود و مرتد ہے - لیکن حضرت کا لفظ اسلیے لکھا گیا کہ وہ میرزا حیرت یا اُنکے ہمخیال لوگون (بعض وہابیہ) کے حضرت ہین (جیسا کہ کرزن گزٹ کے بعض پرچون مین "رضی اللہ عنہ و امیر المومنین حضرت یزید علیہ الرحمۃ" وغیرہ لکھا گیا ہے) لہذا مین اونکی بھی دلشکنی کرنی نہین چاہتا - الا بطور اظہار حق جو کچھ زبان و قلم سے نکلے -

مین اسوقت یزید کے افعال و اقوال کا کوئی ذکر کرنا نہین چاہتا اور نہ جناب حیرت یا حیرتون سے اُنکے حضرت کے بارہ مین کوئی تخاطب کرنا چاہتا ہون - بلکہ مین اسوقت صحیح بخاری کی ایک روایت اور یزید کی مغفوریت پر ایک دلچسپ بحث کرونگا امید ہے کہ ناظرین غور و انصاف سے اس مضمون کو پڑھینگے -

(۱) اصلاح (شیعی پرچہ) نے عرصہ ہوا "نبوت یزید" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جسمین علامہ ابن تیمیہ کی بعض عبارتین پیش کرکے اہلسنت پر یہ الزام لگایا تھا کہ عیاذاً باللہ انکا ایک فرقہ نبوت یزید کا قائل ہے - جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا تھا - اب اصلاح جلد ۱۲ نمبر ۱ مین پھر ایک مضمون "نبوت یزید دوبارہ" کے عنوان سے شایع ہوا ہے - اسدفعہ انکو خود اقرار کرنا پڑا کہ اہلسنت والجماعت یا اہلسنت کے کسی گروہ یا فرد واحد کیطرف بھی اس عقیدہ فاسدہ کی نسبت کرنا محض افترا و بہتان ہے کا موجد آپ علامہ ابن تیمیہ کو بتاتے ہین - لیکن مین

کہتا ہوں کہ در اصل اہلسنت پر یہ افترا ابن تیمیہ کیطرف سے ہرگز نہیں ہے بلکہ یہ پرچہ اصلاح کے جانب سے ہے۔ ابن تیمیہ تو عام طور پر یہ لکھتے ہیں کہ "لوگوں کا یزید کے بارہ میں مختلف خیال ہے ایک قوم اُسکو بزرگ حتی کہ بعض جہال نبی خیال کرتے ہیں،، اس سے اہلسنت یا انکے کسی گروہ کا یہ قول کیونکر معلوم ہوا۔ الناس اور قوم کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا گیا یہ محض زبردستی اور تعصب و عناد ہے۔

(۳) غرض یہ الزام تو ابن تیمیہ پر بالکل غلط ہے ہاں اسمیں شبہہ نہیں اور اسقدر میں بھی کہوں گا کہ وہ یزید کی ہوا خواہی اور پاسداری کا پہلو ضرور رکھتے ہیں۔ یہانتک کہ وہ اُس (یزید شقی) کو مغفور بر زبان پیغمبر علیہ السلام بھی ضرور ثابت کرنا چاہتے ہیں۔

(۴) قبل اسکے کہ میں اپنے اس اصلی بحث کا سلسلہ شروع کروں یہ عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ علامہ ابن تیمیہ عفر اللہ لہ کا ذاتی خیال فاسد ہے اور عامہ اہلسنت بلکہ عامہ اہل اسلام کو اس سے کوئی سروکار نہیں۔ اہل سنت والجماعۃ تو یزید کو ملعون و شقی ازلی سمجھتے ہیں اور جو شخص اسکی ہوا خواہی اور پاسداری کیطرف مائل ہو اُسے یوں کہتے ہیں ؎

بروز حشر شود ہمچو صبح معلومت — کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

لیکن نہایت افسوس سے مجھے یہ بھی عرض کرنا پڑتا ہے کہ بعض حضرات غیر مقلدین۔ (اہلحدیث) آج بھی اپنے مقتدا و پیشوا علامہ ابن تیمیہ کی اندھی تقلید کرکے اُنکے ہمخیال نظر آتے ہیں۔ افسوس۔

(۵) حضرات جس بنا پر یزید کے مغفور ہونیکا گمان کیا گیا ہے۔ اور جس دلیل سے اس مدعائے غلط کو ثابت کیا جاتا ہے وہ **صحیح بخاری کی ایک حدیث** ہے جو جلد اول کتاب الجہاد باب ما قیل فی قتال الروم صفحہ (۱۰ءم) مطبوعہ دہلی میں اسطرح مروی ہے قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اول جیش من امتی یغزون مدینۃ قیصر مغفور لھم۔ کہ "فرمایا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اول جیش (پہلا لشکر) میری امت کا جو قسطنطنیہ پر چڑھائی اور جہاد کریگا وہ مغفور ہے،،۔ کہا جاتا ہے کہ یہ حدیث یزید کے مغفور ہونے کی دلیل و ثبوت ہے کیونکہ اول آں لشکر جسنے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی اُس لشکر کا امیر

جیش یہی حضرت یزید بن معاویہ تھے سب سے پہلا شخص جس نے اس حدیث سے بزرگی و منقبت یزید پر استدلال کیا وہ مہلب ہے یہ میان مہلب وہ ذات بزرگ ہین جو امیر معاویہ وقت سے لیکر عبد الملک کے وقت تک عراق وغیرہ کی گورنری و دیگر عہدونپر ممتاز رہے اور حجاج کے خاص لوگون مین تھے پھر اس شخص کی جب ناصبیت اور بہوا خواہی و محبت یزید کا کیا پوچھنا ہے لہذا اسکو یزید کی منقبت و مغفرت ثابت کرنا ضروری تھا۔ مگر افسوس ہے کہ اسکی تبعیت ابن تیمیہ نے بھی کی اور سونے پر سہاگہ یہ کیا کہ فرماتے ہین ویقال ان یزید انما غزا القسطنطنیۃ لاجل ھذا الحدیث (دیکھو منہاج السنۃ جلد ۲ صفحہ ۲۵۲ مطبوعہ مصر) یعنی کہا جاتا ہے کہ یزید نے قسطنطنیہ کا جہاد محض اسی حدیث کیوجہ سے اور مغفورین مین شامل ہونیکی غرض سے کیا۔) مگر الحمد للہ کہ ہمارے علمائے محدثین و حضرات محققین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین نے پہلے ہی اسکا جواب دیدیا اور مہلب کے استدلال کا ابطال کردیا ہے۔ اور علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح و علامہ حافظ عینی رح محدث حنفی رح و علامہ قسطلانی رح و حضرت شیخ الاسلام دہلوی وغیرہم نے شروح بخاری فتح الباری۔ وعمدۃ القاری و ارشاد الساری و شرح فارسی بخاری وغیرہا مین اس حدیث کی شرح مین مہلب کا قول اور ابن التین اور ابن المنیر کی تردیدونکو نقل کیا اور خود بھی اسکی تردیدین کین اور جوابات دیئے ہین وھو ان لا یلزم من دخولہ فی ذلک العموم ان لا یخرج بدلیل خاص اذ لا یختلف اھل العلم ان قولہ صلی اللہ علیہ وسلم مغفور لھم مشروط بان یکون من اھل المغفرۃ حتی لو ارتد واحد ممن غزاھا بعد ذلک لم یدخل فی ذلک العموم اتفاقا فدل علی ان المراد مغفور لمن وجد شرط المغفرۃ فیہ منھم (فتح الباری) جلد ۱۱ صفحہ ۹۲ و قسطلانی جلد ۵ صفحہ ۱۰۴ و عینی جلد ۶ صفحہ ۴۲۹[۵]

---

[۵] ہمارے علامہ عینی محدث حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے مہلب صاحب کی تردید کرتے ہوئے جوش مین آکر اتنا اور فرمایا ہے کہ ای منقبۃ کانت لیزید وحالہ مشہور یعنی یزید کی کونسی منقبت ہو سکتی ہے جبکہ اسکا حال (فسق و فجور ظلم و ستم و اہانت اہل بیت و قتل سید الشہداء علیہ السلام و استحلال مدینہ و بے حرمتی حرمین شریفین وغیرہ وغیرہ) مشہور اور تمام جہان پر روشن ہے۔ ۱۲ منہ

خلاصہ یہ ہے کہ اس عموم حکم حدیث مین یزید کا داخل ہونا اسکو مستلزم نہین ہے کہ وہ کسی دلیل خاص سے بھی اس حکم سے خارج نہ ہو کیونکہ بہ اتفاق اہل علم یہ مغفوریت مشروطہ ہے اس امر کیساتھ کہ اسمین صلاحیت و اہلیت بھی مغفور ہونیکی موجود ہو حتی کہ بالفرض اگر اُن غازیون مین سے کوئی بعد اُسکے مرتد ہو جائے تو وہ بہ اتفاق اُس عموم حکم مین داخل نہ ہو گا۔ پس ثابت ہوا کہ مغفور اسکے لئے ہو گی جسمین شرط مغفوریت پائی جائے۔ مطلب یہ کہ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب اس حدیث کے رو سے یزید کا مغفور ہونا لازم نہین آسکتا۔ کیونکہ وہ مغفرت کا اہل ہی نہ تھا اور اسمین شرط مغفوریت و صلاحیت مغفرت ہی موجود نہین۔ پس وہ اس عموم حکم سے خاص اور اس سے خارج ہے۔ اور اسکا اس حکم سے خارج ہونا اور اسمین داخل نہ ہونا بدلائل کثیرہ ثابت و واضح ہے۔ منجملہ اُسکے قتل حسینؑ ہے جسکی تصریح بھی قسطلانی رح نے مہلب کی تردید کے بعد باین عبارت کر دی ہے وقد اطلق بعضهم فيما نقله المولى سعد الدين اللعن على يزيد لما انه كفر حين امر بقتل الحسين واتفقوا على جواز اللعن على من قتله او امر به او اجازه ورضی به والحق ان رضا يزيد بقتل الحسين واستبشاره بذلك واهانته اهل البيت النبي صلى الله تعالى عليه واله وسلم مما تواتر معناه وان كان تفاصيلها احادا الخ (قسطلانی صفحہ جلد ۵)

دیکھئے علامہ تفتازانی رح بعض محققین سے نقل فرماتے ہین کہ یزید اُسیوقت کافر ہو گیا جبکہ اُس نے قتل حسین علیہ السّلام کا حکم کیا۔

پھر علامہ فرماتے ہین حق یہ ہے کہ یزید کا قتل حسین علیہ السّلام سے راضی ہونا مسرور و خوش ہونا اور اہلبیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہانت کرنا یہ تواتر معنوی ثابت ہے۔ اگرچہ تفاصیل اُسکی احاد سے ملی ہین۔ پس اہل انصاف کے نزدیک دیگر دلائل سے قطع نظر کرکے یہی ایک دلیل یزید کے اُس حکم (مغفرت) سے خارج ہونیکے لئے برہان قاطع ہے۔ اب مین ان جوابوں اور تردیدونکے علاوہ خاص طور سے ایک اور بات عرض کرتا ہون ناظرین غور سے سنین اور انصاف فرمائین۔

حدیث شریف کا مضمون تو صرف اسقدر ہے کہ اول لشکر جو قسطنطنیہ پر جہاد کریگا وہ

مسطور ہے اسمین نہ تو کہین یزید کا ذکر ہے نہ اور کسیکا نام ہے۔

اب یہ امر کہ اُن غازیون کا سپہ سالار اور اُس فوج کا افسر اور اُس لشکر کا امیر جیش فی الواقع یزید بن معویہ تھا یا نہین اور اُن غازیون مین یزید بہی تہا یا نہین تو اسکی تحقیق کتب تواریخ و سیر سے کرنا چاہئے۔ مگر جب ہم تواریخ معتبر و مشہورہ پر نظر کرتے ہین تو ثابت ہوتا ہے کہ یہ ایک افترا اور یزیدیون (؟) کی بنائی ہوئی بات ہے کہ یزید اوس فوج کا امیر جیش تہا۔ تاریخ کی کتابین اس واقعہ کو جہٹلا رہی ہین۔ بلکہ امیر و افسر اُس لشکر کے سفیان بن عوف تھے یزید تو اپنے باپ کی فہمایش پر بہی وہان جانے پر اور غازیون مین شریک ہونے پر مستعد اور راضی نہ ہوا بلکہ اپنے عیش و آرام مین ڈٹا رہا۔ اور فوج روانہ ہو گئی۔ جب یہان رسد کے گہٹ جانے کی خبر پہونچی اور یہ کہ فوج بھوک سے پریشان ہے اور وبا اور امراض مین الگ مبتلا ہے تو یزید نے اپنے عیش کے نشہ مین چور ہو کر چند شعر کہے جسمین فوج کی پریشانی کا ذکر کرکے اپنی اس سے بے پروائی ظاہر کرنیکے ساتھ اپنے مزے اور عیش کے نشے اور اپنی محبوبہ بیوی (ام کلثوم بنت عبداللہ بن عامر) سے ہم بغل ہونیکا ذکر کیا۔ صاحبزادے کے یہ اشعار اور فوج کی پریشانی کی خبر جب پدر بزرگوار (امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ) نے سنی تو زبردستی قسمین دیکر صاحبزادے کو ایک جمعیت کے ساتھ روانہ کیا کہ سفیان سے جا ملے۔ اور اسیطرح صاحبزادے صاحب کا قسطنطنیہ تک تشریف لیجانا ثابت ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد سوم ذکر غزوہ قسطنطنیہ صفحہ ۲۳۱۔ اور ایسا ہی طبری وغیرہ تواریخ مشہورہ مین موجود ہے۔ حتی کہ علامہ ابن خلدون بھی باوجود ہوا خواہی بنی امیہ و حب اموویت کے اس واقعہ کو چہپا نہ سکے اور صاف صاف اپنی تاریخ ابن خلدون مطبوعہ مصر کے جزو ثالث صفحہ ۹ مین اس قصے کو یون تحریر فرماتے ہین۔

ثم بعث معاویۃ سنۃ خمسین جیشا کثیفا الی بلاد الروم مع سفیان ابن عوف وندب یزید ابنہ معھم فتثاقل فترکہ ثم بلغ الناس ان الغزاۃ اصابھم جوع ومرض وبلغ معاویۃ ان یزید انشد یقول ؎

مالی ابالی بما لاقت جموعھم　　بالغذ قذ البید من حمی ومن شوم

اذا انطأت علی الانماط مرتفقا بدیر مُرّان عندی ام کلثوم
وھی ام ابیہ بنت عبد اللہ ابن عامر فحلف لیلحقن بھم فسار فی جمع کثیر جمعھم الیہ معاویۃ فیھم ابن عباس وابن عامر وابن الزبیر وابو ایوب الانصاری الخ

حاصل یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۴۹ھ میں ایک فوج کثیر ملک روم کیطرف بہ افسری سفیان بن عوف روانہ کیا (کامل کا لفظ وجعل علیھم سفیان) ہے اور اپنے بیٹے یزید کو بھی فوج کے ساتھ جانے کو کہا (کامل میں ندب کی بجائے امر ہے) یزید کو یہ پہاڑ معلوم ہوا (کامل میں ہے اعتل یعنے حیلہ وحوالہ سے ٹل بھاگا) امیر معاویہ نے بھی چھوڑ دیا۔ اور زیادہ اصرار نہ کیا (کامل میں ہے فامسک عنہ) پھر جب فوج کی پریشان حالی کی خبر مشہور ہوئی اور امیر معاویہ کو معلوم ہوا کہ یزید نے اسبارے میں چند شعر بھی لکھے ہیں تو امیر معاویہ نے اسپر قسم کھائی کہ ضرور یزید کو وہاں جاکران لوگوں سے ملنا ہوگا (کامل کی عبارت اس مقام پر یوں ہے فبلغ معاویۃ رض شعرہ فاقسم علیہ لیلحقن بسفیان فی ارض الروم لیصیبہ ما اصاب الناس) تب یزید اُس جمع کثیر کے ساتھ جو امیر معاویہ نے مجتمع کردیا تھا روانہ ہوا۔ اُس جمعیت میں حضرت ابن عباسؓ و ابن عمرؓ و ابن الزبیرؓ و ابو ایوب انصاریؓ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم بھی تھے (ابن خلدون کی اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صحابہ کرام یزید کے ساتھ تشریف لیگئے تھے مگر ہمارے علامہ عینی رضؒ نے اسکی بھی تردید فرمائی ہے کہ غالبًا یہ سادات صحابہ اصل لشکر میں سفیان کے ساتھ ہونگے نہ یزید پلید کے ساتھ کیونکہ وہ نالائق اسکا اہل نہ تھا کہ یہ جلیل القدر اصحاب اسکے ماتحت ہوں انکی اصل عبارت یہ ہے قلت الاظھر ان ھولاء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ھذا ولم یکونوا مع یزید ابن معاویۃ لانہ لم یکن اھلا ان یکون ھولاء السادات فی خدمتہ (عینی جلد ۶ صفحہ ۶۴۹)

اب ذرا انصاف شرط ہے یزید تو اُس اصل لشکر کا امیر جیش تھا نہ افسر نہ سپہ سالار بلکہ وہ تو اس اول جیش میں شریک بھی نہ ہوا پھر دوسری مرتبہ امیر معاویہ نے زبردستی قسمیں دیکر

اُسکو روانہ کیا تو (بجبر و اکراہ) وہان گیا۔ ایسی صورت مین وہ کس طرح مبشرین بالمغفرۃ مین داخل ہوکر مغفور ہو سکتا ہے اور اول جیش مین کیونکر اسکا شمول ہوگا۔ کیونکہ اول جیش تو وہ تھا جسکے سپہ سالار سفیان تھے۔ علاوہ ازین حدیث صحیح وصریح وقول صادق ومصدق صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہے الاعمال بالنیات (اعمال کا ثمرہ نیتوں پر موقوف ہے جیسی نیت ویسا پھل ہوگا) اور ارشاد ہوا لکل امرء ما نوی فمن کانت ھجرتہ الی اللہ ورسولہ فھجرتہ الی اللہ ورسولہ ومن کانت ھجرتہ الی الدنیا یصیبھا او امرأۃ ینکحھا فھجرتہ الی ما ھاجر الیہ (متفق علیہ) تو ان احادیث کی رو سے یزید کسی عنوان سے ہرگز مغفورین ومبشرین بالغفران کی جماعت میں داخل وشامل نہیں ہو سکتا۔

۔۔ ایک بات اور یہان غور کرنیکی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ قیصر فرمایا قسطنطنیہ کا نام ارشاد نہین ہوا ممکن بلکہ قرینہ غالب ہے کہ اس سے مراد شہر حمص ہو سکتے کہ تمام مین قیصر کا دار السلطنت وہی تھا چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ مبارک بھی اُسکو ایلیا مین ملا تھا اسکے بعد وہ حمص مین مقیم ہوا اور وہین اسکی فوج اور علماء روم بھی رہتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری سے خود یہ ظاہر ہے اور یہ شہر حمص وایلیاء وغیرہ ۱۴ھ مین بزمانہ خلافت شیخین فتح ہوا تھا جسمین صحابہؓ کی جانبازیان مشہور ومعروف ہین۔ اُس وقت میان یزید صاحب نے رحم مادر سے دنیا مین قدم نہین رکھا تھا بلکہ بقول مشہور عوام پشت کژدم مین اپنا زہر سمیٹے ہوئے بیٹھے تھے پھر کہان کا غزوہ اور کس کی مغفرت۔ یہ سب اُن کے پاسدارونکی من گھڑت ہین حضرت شیخ الاسلام شرح فارسی صحیح بخاری مین فرماتے ہین "و بعضی تجویز کنند کہ مراد بمدینۂ قیصر مدینۂ باشد کہ قیصر دران جا بود روزیکہ فرمود این حدیث را آنحضرتؐ وآن حمص است کہ دران وقت دار المملکت او بود" (حاشیہ تیسیر القاری جلد ۴ صفحہ ۶۶۹) پس اب یزید کے طرفدارون اور پاسدارونکی جملہ کوششین بیکار ٹھہرین۔ اور انکو بجز حسرت وندامت کچھ بھی حاصل نہوگا۔ اب ناظرین مجھسے چند جملے ان اصحاب کے پیشوا و بزرگ یزید پلید علیہ ما یستحقہ کی منقبت وفضائل کے سُن لین جنکو سنکر اہل انصاف خود بول اُٹھینگے کہ بیشک

یزید ابن معاویہ ہرگز حکم مغفوریت میں داخل و شامل نہیں بلکہ وہ خبیث شقی ازلی ہے
علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ خصائص کبریٰ مطبوعہ حیدرآباد دکن جلد ثانی صفحہ ۱۳۹
فرماتے ہیں (۱) اخرج احمد والبزار بسند صحیح عن ابی ہریرۃ قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعوذوا باللہ من رأس ستین و
من امارۃ الصبیان ۔ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "لوگو! ۶۰ھ سے
اور لونڈوں کی امارت سے خدا کی پناہ مانگو" تمام علمائے دنیا بلا اختلاف اسبات کا اقرار
کرتے ہیں کہ ۶۰ھ یزید کی امارت و تسلط کا زمانہ ہے جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے پناہ مانگنے کا حکم فرمایا کیونکہ اسکے تسلط و امارت کے وقت اور ۶۱ھ میں یا اسکے
متصل جو جو قیامت انگیز واقعات ظہور میں آئے اور اسلام کی جو جو خرابیاں اور ہتک
و بے حرمتی واقع ہوئی اُس سے ہر مومن کا دل کانپتا اور ایمان لرزتا ہے ۔
(۲) اخرج ابن ابی شیبہ و ابو یعلی و البیہقی عن ابی ذر سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیۃ قال
البیہقی یشبہ ان یکون ھو یزید بن معاویہ ۔ حضور نے فرمایا "اول شخص جو
میری روش بدل دیگا وہ بنی امیہ میں کا ہوگا" امام بیہقی فرماتے ہیں غالبًا وہ شخص یزید
بن معاویہ ہے ۔ غور کرو امام بیہقی رح جیسے مشہور جلیل القدر محدث بھی یزید کو ایک خبیث
و بے دین خیال فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا مصداق اُسی کو ٹھہراتے ہیں ۔ یہ مشتے نمونہ
از خروارے یزید کی منقبت کا ۔ اور یہ روایات اور اسی قسم کی اور روایتیں کنز العمال
وغیرہ میں بھی موجود ہیں اور علامہ ابن حجر مکی رح نے صواعق محرقہ میں اور مولانا [illegible] چلپی
(امام المتکلمین) نے سعادۃ العین فی شہادۃ الحسین میں اور علامہ جلال الدین سیوطی
نے تاریخ الخلفا میں نقل کیا ہے ۔ اگرچہ ان روایتوں میں سے بعض بسند صحیح مروی
ہیں اور اکثر ضعاف ہیں مگر تمام طرق اور ان تمام روایات کو جمع کرکے یزید کے افعال و
واقعات پر غور کرنے سے وہی نتیجہ نکلتا ہے جسکا علمائے محققین اہلسنت والجماعت نے فیصلہ
کر دیا ہے یعنی لا نتوقف فی شانہ بل فی ایمانہ لعنۃ اللہ علیہ وعلیٰ اعوانہ

وانصاره اجمعین (شرح عقائد نسفی للعلامۃ التفتازانی) اسپر بھی اگر کسیکی آنکھ پر
ناحق شناسی کا پردہ پڑا ہے اور نصب وخروج کی باتون سے دست بردار نہو تو حق
پسندونکا یہان اسکا کیا جواب ہے سوا اسکے کہ یہ کہکر چپ ہو رہین ؎

ہم ہین اور دامن جناب حسینؑ — جسکا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ

والسلام علی من اتبع الہدی۔ راقم خاکسار حسن پہلواروی۔

اصلاح یہ مضمون نہایت قابل قدر ہے نہ اسوجہ سے کہ اہلسنت کے ایک عالم کی
تحریر ہے جسنے بلا رو ورعایت یزید پر لعنت کی جس سے النجم واہلحدیث کے دلپر سانپ لوٹ گیا ہوگا
بلکہ مولوی صاحب نے ایک ایسی تحقیق کی ہے جس سے بخاری صاحب کی خارجیت نہایت
بدیہی طور پر نمایان ہوئی

(۱) مگر افسوس کہ اپنے فرقہ اہلسنت کو نبوت یزید کے قائل ہونے سے بچانیکے لئے
اصلاح پر یہ الزام لگایا کہ اس افترا کا موجد اصلاح ہے نہ ابن تیمیہ۔ حالانکہ اصلاح
جلد ۱ مین صریحی عبارت ابن تیمیہ لکھدی گئی تھی واقوام یعتقدون انہ کان
اماما عادلا ھادیا مھدیا وانہ کان من الصحابۃ او اکابر الصحابۃ
وانہ کان من اولیاء اللہ تعالیٰ وربما اعتقد بعضھم انہ کان من
الانبیاء وانہ کان من اولیاء اللہ ویقولون من وقف فی یزید
وقفہ اللہ علی نار جہنم ویروون عن الشیخ حسن بن عدی
انہ کان کذا وکذا اولیاء وقفوا علی النار لقولھم فی یزید ص ۵۱
کہ بہت سی قومین معتقد ہین اوسکے امام عادل ہادی مہدی ہونیکے اور یہ کہ وہ صحابہ
سے ہے بلکہ اکابر صحابہ سے اور یہ کہ وہ اولیاء اللہ تعالے سے تھا اور بعض نے تو
یہ اعتقاد کیا کہ وہ انبیا سے تھا اور شیخ حسن بن عدی سے روایت کرتے ہین کہ
اتنے اولیا کو جہنم پر توقف کیا گیا بوجہ اونکے قول کے دربارہ یزید۔

ہم نہین سمجھتے کہ اس عبارت کو دیکھکر کون شخص کہہ سکتا ہے کہ ابن تیمیہ نے یہ اعتقاد
غیر اہلسنت سے بیان کیا ہے۔ کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے دو ہی فرقہ ہین ایک شیعہ

جنکا قول خود ابن تیمیہ نے بوجوب لعن نقل کیا دوسرے اہلسنت جنکی دو قسم ہے۔ ایک وہ جو اوسکو اولیاء وانبیاء سے مانتے ہین دوسرے جو بقول ابن تیمیہ اوسکو مسلمان خلیفہ مانتے ہین جسمین خود ابن تیمیہ بھی داخل ہے۔

صاحبزادہ صاحب کا یہ قول "الناس اور رقوم کے معنی اہلسنت کیونکر سمجھ لیا گیا یہ محض زبردستی اور تعصب وعناد ہے" نہایت حیرت افزا ہے کیونکہ جب ھکلا یقولون انہ کافر زندیق سے مراد شیعہ ہین جو یزید کو کافر و فاسق کہتے ہین تو اوسکے بعد واقوام یعتقدون سے کون کہ سکتا ہے کہ شیعونکا مقابل فرقہ اہلسنت نہین مراد ہے کیونکہ یزید سے بحث کرنیوالے سنی ہی شیعہ ہین نہ یہود و نصاریٰ۔

پھر ابن تیمیہ کا یہ قول کہ لوگ اولیاء اللہ سے یا صحابہ سے یا اکابر صحابہ سے سمجھتے ہین۔ صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد اس سے اہلسنت ہین کیونکہ صحابہ و اولیاء اللہ کے ماننے والے اہلسنت ہین نہ شیعہ جنپر عام الزام قائم ہے کہ وہ صحابہ کو نہین مانتے

پھر ابن تیمیہ کا شیخ حسن بن عدی سے توقف اولیا کا روایت کرنا اور بہت سے امور کا زیادہ کرنا اور پھر شیخ عدی کا اوس سے بری کرنا صریح دلیل اسکی ہے کہ مراد اس سے اہلسنت ہین۔

مضمون "ثبوت یزید دوبارہ" مین جو عبارت منہاج السنۃ ابن تیمیہ سے نقل کی گئی وہ تو اس سے بہی زیادہ صریح ہے اسپر بھی اگر صاحبزادہ صاحب تعصب وعناد کا الزام دین تو اونکی عنایت۔

(۲) تعجب ہے کہ آپنے اہلحدیث مین اسکا جواب تو دیکھا مگر اصلاح نمبر۳ جلد۱۰ صفحہ ۱۹ مین "ٹھیکہ داران یزید" کا مضمون نہ ملاحظہ کیا جسمین اونکی تقریر کا تار پود علحدہ کیا گیا اور پھر اوسکا جواب آجتک نہو سکا۔ پھر یہ کہنا "جسکا جواب اہلحدیث نے دیدیا ہالا مین نہین کہہ سکتا کہاتک درست ہے۔

(۳) الزام تو اوسوقت غلط ہوتا کہ آپ ان عبارتونکو کتاب سے نکالڈالتے۔ یا یہ کرتے

اور دلیل آپنے انکی کتابون مین یہ عبارتین نہین ہین - ورنہ کوئی بافہم یہ نہین کہہ سکتا اور ابن تیمیہ نے فرقہ اہلسنت کا قائل بہ نبوت یزید ہونا نہین لکھا ہے -

(۳) اگر آپ ابن تیمیہ کو افترا سے بری کرنا چاہتے ہین تو جن لوگونکا قول بہ نبوت یزید ابن تیمیہ نے لکھا ہے اونکی کتابون سے یہ ثابت کیجئے کہ وہ لوگ قائل بہ نبوت یزید تھے تب البتہ ممکن ہے ابن تیمیہ کی برارت ہو والی الان ذالک رہا یہ امر کہ آپ بھی ابن تیمیہ کو طرفداران یزید سے قبول کرتے ہین - اسپر بھی آپکا اوسکی حمایت مین لکھنا موجب کمال تعجب ہے کہ قائل فرزند رسولؐ کے حامی کی آپ حمایت کر رہے ہین -

(۴) مجھے نہایت مسرت ہوئی کہ آپنے اس خیال کو ابن تیمیہ کا ذاتی خیال فاسد قرار دیا اور تمامی اہلسنت کا یہ عقیدہ لکھا کہ "یزید کو ملعون شقی ازلی سمجھتے ہین"، خدا اسکی توفیق عطا فرمائے - مگر براہ کرم شرح فقہ اکبر وغیرہ کو بھی دائرہ حنفیت سے خارج کرکے داخل وہابیت فرمایئے کیونکہ اونکا عقیدہ آپکے عقیدہ کے خلاف ہے -

(۵) شاید یہی سبب ہی کہ اکثر علمای اہلسنت بخاری کو خارجی و ناصبی کا خطاب دیتے ہین - چنانچہ علامہ دحیہ ذوالنسبین اپنی کتاب شرح اسماء النبی مین لکھتے ہین قال ذوالنسبین رحمہ اللہ اوردہ البخاری ناقصا مبتراً کما تری وھی من عادتہ فی ایراد الاحادیث التی من ھذا القبیل وماذالک الا لسوء رائہ فی التنکب عن ھذا السبیل - پھر لکھتے ہین بدانا بما اوردہ مسلم لانہ اوردہ بکمالہ وقطع البخاری واسقط منہ علی عادتہ کما تری وھو مما عیب علیہ فی تصنیفہ علی ما جری - ولاسیما اسقاطہ لذکر علی رضی اللہ عنہ -

یعنی بخاری نے اس حدیث کو (جو دربارہ خمس مین ہے) ناقص اور کاٹ چھانٹ کر روایت کیا جیسا کہ تو دیکھتا ہے اور یہ عادت اونکی ہے ایسی حدیثونکے وارد کرنے مین - اور یہ نہین ہے مگر بسبب انکی اس بری رائے کے جو انحراف مین اس راہ سے رکھتے ہین -

پھر دوسری جگہ لکھتے ہین کہ ہمنے اس حدیث کو صحیح مسلم سے اسلئے نقل کیا کہ مسلم نے اوسکو پورا لکھا ہے بخلاف بخاری کے کہ اوسنے قطع کر دیا اس حدیث کو جیسا کہ عادت اوسکی ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اسکا عیب کیا گیا انپر در بارہ اونکی تصنیف کے خاص کر اس بات مین کہ وہ نکال ڈالتے ہین ذکر علی رضی اللہ عنہ کو "

تو اب معلوم ہوا کہ بخاری کا اس حدیث کو داخل صحیح کرنا محض از راہ ناصبیت ہے ورنہ کون کر سکتا ہے کہ حدیث غدیر من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو داخل صحیح نہ کرین حالانکہ وہ حدیث کیسی متواتر ہے اور داخل کرین اس حدیث کو جو نہ متواتر ہے نہ مشہور جسمین سے اونکی غرض اسکے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ ایک ایسی حدیث لا دیتے جس سے ہوا خواہان یزید کو موقع استدلال ملسکے کیونکہ یہ ناممکن ہے وہ مہلب کے اس استدلال سے ناواقف ہون جو تابعین سے تھا اور عہدہ داران معویہ و یزید سے جو اس سے منقبت معویہ و یزید پر استدلال کرتا ۔

(۶) افسوس ہے کہ آپنے یہان صرف یزید کا نام لکھا حالانکہ اس حدیث سی معویہ کی فضیلت اولا ثابت کی گئی ہے اور یزید کی ثانیا جیسا کہ علامہ عینی لکھتے ہین ۔

قال المهلب فی هذا الحدیث منقبة لمعاویه لانه اول من غزا البحر ومنقبة لولده یزید لانه اول من غزا مدینة قیصر صفحہ ۴۹

کہا مہلب نے اس حدیث مین منقبت ہے معاویہ کی جسنے سب سے پہلے دریا مین جنگ کیا اور منقبت ہے اوسکے بیٹے یزید کی جسنے سب سے پہلے جنگ کیا مدینہ قیصر مین ۔

تو اب آپکا صرف نام یزید لکھنا جائے تعجب ہے کیونکہ جواب سے جو نفی منقبت کی گئی ہے تو دونو کی نہ صرف یزید کی ۔ مگر یہ کہ فرمائیے آپکے تحریر کا تعلق صرف حدیث کے ایک فقرہ یغزون مدینہ قیصر سے ہے ۔ مگر چونکہ حدیث واحد ہے اور استدلال واحد لہذا جواب بھی واحد ہے ۔

(۷) اس افسوس مین ہم بھی شریک ہین ۔ مگر جب اوسکی خارجیت و نفاق حسب تصریح علمائے اہلسنت ثابت ہے تو پھر افسوس اسپر ہے کہ اوسکی کسی طرح حمایت

کی جاے حالانکہ اوسکے اعمال و افعال ظاہر ہین۔

(۸) تو اسی حدیث پر حدیث مغفرت اہل بدر کو بھی قیاس کرنا چاہیئے کہ اونکی مغفرت بھی بشرط تحقق شرائط مغفرت ہے نہ عموماً۔

(۹) انہین لوگون مین علامہ ابن حجر عسقلانی بھی ہین کیونکہ ابن التین نے جب یزید کو اس حدیث سے خارج کرنے کیلئے۔ یہ احتمال پیدا کیا یحتمل ان یکون لم یحضر مع الجیش یعنی اسکا احتمال ہی ہوسکتا ہے کہ یزید حاضر لشکر نہ ہو تو اوسکے جواب مین علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہین فمردود الا ان یرید لم یباشر القتال فانہ کان امیر ذلک الجیش بالاتفاق۔ یعنی یہ احتمال مردود ہے۔ مگر یہ کہ یہ مراد ہو کہ وہ مباشر قتال نہین ہوا۔ کیونکہ وہ بالاتفاق اس لشکر کا سردار تہا۔

جس سے معلوم ہوا کہ ابن حجر بالاتفاق اوسکو اس لشکر کا سردار مانتے ہین حالانکہ بقول آپکے بھی غلط ہے۔ تو کیا اسپر بھی اونکو یزیدیون مین نہ داخل کیجیگا۔

حق یہ ہے کہ جتنے محدثین اہلسنت ہین وہ محبت معویہ و یزید پر مجبور ہین۔ دیکھئے علامہ عینی اس قول کی تردید کرتے ہین قیل سیر معویہ جیشا مع سفیان بن عوف الی القسطنطنیۃ فاوغلوا فی بلاد الروم وکان فی ذلک الجیش ابن عباس وابن عمر وابن الزبیر وابوایوب الانصاری وتوفی ابوایوب فی مدۃ الحصار قلت الاظہر ان ھولاء السادات من الصحابۃ کانوا مع سفیان ھذا ولم یکونوا مع یزید بن معویہ لانہ لم یکن اھلا ان یکون ھولاء السادات فی خدمتہ صریحہ

یعنی معویہ نے جو لشکر قسطنطنیہ بہیجا تہا اوسکا سردار سفیان بن عوف تہا اور اس لشکر مین ابن عباس و ابن عمر و ابن الزبیر و ابو ایوب انصاری بھی تھے جنہون نے وہین انتقال کیا علامہ عینی کہتے ہین ظاہر یہ ہے کہ ابن عباس وغیرہ اس سفیان

کے ساتھ تھے نہ یزید کے ساتھ کیونکہ یزید اس قابل نہ تھا کہ یہ سادات صحابہ اوسکے ساتھ ہون۔
لہذا معلوم ہوا کہ ابن حجر بھی اوسی رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین جو ابن تیمیہ کا رنگ ہے کہ یزید کی حمایت و طرفداری مین ایمان سے دست بردار ہو رہے ہین۔

بقیہ تحقیق پر ہم دعا دیتے ہین کہ وفقك الله سلمك الله مگر کاش معویہ کو بھی جملہ رضی اللہ عنہ سے علحدہ کرتے تو بہتر تھا کیونکہ معویہ یزید کا باپ ہے جسنے یزید کو خلیفہ کیا اور اوس سے وہ سب افعال سرزد ہوے جس سے آپ بھی لعنت کر رہے ہین۔ (اڈیٹر)

صدارت شیعہ کانفرنس

دفتر شیعہ کانفرنس سے اس مضمون کی اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۲۵ جولائی کو دفتر شیعہ کانفرنس مین ایک جلسہ ہوگا جسمین ممبران مرکزی کمیٹی کی شرکت کی ضرورت ہے کہ اجلاس سیوم کیلئے مجتہدین کرام سے پریسیڈنٹ منتخب کرین اور بصورت عدم شرکت اپنی راے سے تحریراً مطلع کرین لہذا جہانتک جلد ہوسکے ممبران کمیٹی کو اپنی راے سے مطلع کرنا چاہئیے۔

مسئلہ صدارت ہمیشہ اہم رہتا ہے خصوصاً سال گذشتہ کی بعض غلط کاریونسے اور بھی اہم ہے ہم اپنی راے محفوظ رکھنا چاہتے تھے کیونکہ ممبران کانفرنس اب خود ہر نکتہ سے واقف ہین اور دیسی بے ضابطیان نہونے دینگے جس سے آیندہ کسی قسم کا اعتراض ہو۔ کیونکہ صدر انجمن کیلئے مجتہد ہونا ضروری ہے اور مجتہد بھی با اثر جسکی قدر و منزلت نہ صرف خواص و عوام کی نظرون مین مسلم ہو۔ بلکہ حکام پر بھی اوسکی وجاہت کا اثر ہو اور خود مقتضیات زمانہ سے بھی واقف اور باخبر ہو جو قوم کی صلاح و فلاح مین اپنی قابلیت خداداد سے ایسے اصول نکالے کہ قوم کو پورے نفع کی امید ہو اور قوم کو اوسپر پورا اعتماد ہو۔

چونکہ کانفرنس کی موجودہ حالت کسی طرح اس قابل نہین نظر آتی کہ لکھنؤ سے باہر قدم نکال سکے لہذا ہمکو ضرورت نہین کہ اپنے خیال کو منتشر کرکے دوسرے علماے کرام کیطرف متوجہ ہون اور نہ یہ کسیطرح ممکن معلوم ہوتا ہے کہ علماے کرام لکھنؤ کے حضور و تشریف فرمائی مین کسی دوسرے مجتہد کا نام لین لہذا انتخاب پریسیڈنٹ کا امر دائر رہیگا علماے لکھنؤ مین۔

علماے لکھنؤ مین جناب مولانا السید محمد باقر صاحب دام ظلہ تو شاید کسی طرح صدارت کو

قبول نہ فرمائین لہذا امر دائر ہے درمیان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ و جناب
مولانا السید آقا حسن صاحب قبلہ دامت برکاتہم جنپر قوم کو جو اعتماد ہے وہ اظہر من الشمس ہے
جناب مولانا السید آقا حسن صاحب بانی انجمن صدر الصدور بھی ہین اور اوسکے صدر
بہی اور اجلاس اول مین استقبالی کمیٹی کے پریسیڈنٹ بھی رہ چکے ہین اور ہر طرح اس کانفرنس
کے بانی اور جو کچھ کہیئے جناب ممدوح سمجھے جاتے ہین - لہذا اگر اس سال پریسیڈنٹ مقرر کئے
جائین تو قوم کے خیالات مین ایک طرح کا انقلاب پیدا ہوگا جس سے نتائج خوشگوار کی امید کیجاتی
ہان جناب مولانا السید ناصر حسین صاحب قبلہ دامت برکاتہ کی نسبت مین نہین کہ سکتا کہ
قبول فرمائینگے یا نہین کیونکہ اجلاس اول و دوم مین باوصف اصرار آپنے صدارت نہ قبول فرمائی
مگر حسب لحاظ سے دیکہا جائے اس انتخاب سے بہتر کوئی انتخاب نہین ہوسکتا قوم کے دلون مین جو
عظمت آپکی ہے محتاج بیان نہین - قوم کو جسقدر آپکے صدارت کا انتظار و اشتیاق ہے وہ بھی کسی
سے مخفی نہین لہذا ہم جہانتک سمجھتے ہین اس انتخاب مین شاید کسی متنفس کو عذر نہو -

عرض حال

حضرات مومنین

سلام علیکم - اجلاس دوم آل انڈیا شیعہ کانفرنس دسمبر گذشتہ مین جس عظمت و شان سے ہوا وہ محتاج
بیان نہین ہے خان بہادر سید محمد ہادی صاحب بہادر اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی تحریک
اجرائے کارخانہ شکر سازی پر حاضرین جلسہ نے بیحد مسرت کا اظہار فرمایا اور دل کھولکر شیعہ
شوگر کمپنی کے حصص خرید فرمائے -

شیعہ بورڈنگ ہاوس کیواسطے بہت سے حضرات نے چندہ مرحمت کرنیکا وعدہ فرمایا اور فہرست
چندہ دہندگان مین اپنے اپنے اسمائے گرامی تحریر کرا دیئے علاوہ اسکے یہ بھی کانفرنس نے تجویز کیا
کہ دو طالب علم ٹکنیکل کالج اور اگریکلچرل کالج تعلیم کیواسطے بھیجے جائین پھر مرکزی کمیٹی نے بھی تجویز
کیا کہ چار طلبہ بوٹ ڈیوننگ اسکول بابہ بنگلی روانہ کئے جائین اور دفتر کانفرنس کیواسطے ایک
مکان بنایا جائے جسمین فی الحال پانچہزار روپیہ سے زائد صرف نہ کیا جا ... اور جو صاحب پانچسو روپیہ

اسکے چندہ مین عنایت کرین اونکا اسم گرامی تختہ پر تحریر کراکے دیوار مکان پر لگا دیا جائے ایک
اخبار جاری کیا جائے جسکا ایک کالم اردو اور اوسکا ترجمہ انگریزی مین دوسرے کالم
پر ہو کیونکہ مضامین مفید قوم شایع کرنیکی دشواری ہی اور کانفرنس کی کارروائیان ممبرون
تک نہین پہونچ سکتین قیمت صرف تین روپیہ سالانہ رکھی جائے ۔
نہ صرف مین بلکہ دیکھنے والے دیکھتے تھے کہ کانفرنس مین کس جوش اور شوق کیساتھ چندہ
کی فہرست مین حضرات اپنا نام تحریر کراتے تھے اور ہر چہار جانب سے اسقدر صدائین بلند تہین کہ
اونکا تحریر کرنا دشوار ہو گیا تھا جس سے بہت وثوق کیساتھ لوگون نے حکم لگا دیا تھا کہ یہ روپیہ
فوراً وصول ہو گا اور کام جلد جاری ہو جاینگے مینے بعض مخالفین کو خود یہ کہتے سنا کہ شیعون
مین بھی قومی جوش ہوتا ہے اور پھر ایسا کہ جو اسوقت عجیب شان سے ظاہر ہو رہا ہے در حقیقت
اوسوقت یہی حالت تھی اگر کوئی یہ کہدیتا کہ یہ جوش وقتی ہے تو غالباً اوس سے زیادہ دروغ گو
دوسرا نہ خیال کیا جاتا لیکن بعد ختم جلسہ معلوم ہوا کہ وہ جوش وقتی نہ تہا تو دیرپا بھی نہ
تہا اور اوسکا ثبوت یہ ہے کہ ہنوز شکریہ کا نصف روپیہ بھی نہ آیا اور بورڈنگ وغیرہ مین
تو کسی صاحب نے باستثنا چند ایک حبہ بھی مرحمت نہ فرمایا طلبہ کا صنعت کے کالجون اور اسکولون
مین بھیجنا ہنوز ملتوی ہے مینے بڑی مشکل سے چار طالب علم مدرسہ شکرسازی مین بھیجے جنہون نے
بفضل خدا کام سیکھکر سارٹیفکٹ حاصل کر لیے ہین اور انشاء اللہ کارخانہ شکرسازی مین
ملازمت حاصل کرینگے لیکن اور طلبہ کیواسطے مین کچھ نہین کر سکتا اور نہایت افسوس آتا
ہے بلکہ آنسو بہانے کو دل چاہتا ہے جب خیال ہوتا ہے کہ زمانہ گذرا جاتا ہے اور جو وقت گذر
جاتا ہے وہ پھر واپس نہین آتا نہ رورکی کالج طالب علم جا سکتے ہین نہ اگریکلچرل کالج مین بہیجے
ہو سکتے ہین نہ ہیوٹ ویونگ اسکول مین داخلہ ہو سکتا ہے نہ کارخانہ شکر چل سکتا ہے نہ
بورڈنگ کی بنیاد رکھی جا سکتی ہے نہ مکان دفتر تعمیر ہو سکتا ہے نہ ارفنج کا افتتاح ہو سکتا ہے
اللہ اکبر اتنے کام اور پھر ایک بھی نہ ہو کیا وجہ ہے ہماری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا اور جو کچھ ہم
سمجھے اگر صحیح ہے تو بغیر اوسکے قیامت تک ایک کام بھی نہین انجام پا سکتا وہ یہ کہ دنیا کے جملہ
کام روپیہ کیوجہ سے ہوتے ہین لیکن ہمارے ہاتھ مین روپیہ نہین ہمارے جیب خالی ہین ہم محتاج

محض ہین پھر اسکے بعد کوئی اور بھی ذریعہ ان کامون کی انجام دہی کیواسطے دنیا مین موجود ہی ہماری رائے مین اگر ہوتا تو وہ معجزہ ہوتا لیکن افسوس یہ کہ کانفرنس مین کوئی صاحب اعجاز ہی نہین پھر آخر کیا ہو ہم سمجھتے ہین کچھ نہ ہوگا اور اگر قوم سمجھتی ہی کہ کچھ ہوگا یا ہونا چاہئے تو کیون نہین توجہ کرتی مجموعی حیثیت سے قوم مفلس نہین ہی بیاہ شادی اور دیگر رواسم مین لاکھون روپیہ صرف ہوتے ہن جائدادین تلف ہوجاتی ہین لوگ امیر سے فقیر ہوجاتے ہین لیکن حیف ہی کہ ایسے ضروری اور اہم کامون کیواسطے ہمکو یہ کہنا پڑے کہ ہماری قوم مفلس ہی ہمکو یہ کہتے شرم آتی ہی کیا قوم اسکی سماعت گوارا کریگی ہرگز نہین ہرگز نہین ہم جانتے ہین کہ قوم غیور ہی باحمیت ہی صاحب عقل وفہم ہی وہ اپنی ضرورتونکو خود سمجھتی ہی اور کبھی گوارا نہ کریگی کہ وہ ذلت کیحالت مین پڑی رہی اور دیگر قومین ترقی کے معراج کمال پر پہونچین۔

مین صاف صاف بلا تقیہ عرض کرونگا کہ اگر آپ حضرات توجہ نہین فرماتے اور جو کام اجلاس مین تجویز کئے جاتے ہین اونہین انجام کو نہین پہونچاتے تو ہر سال ایک عام جلسہ کرکے اور ایک کثیر رقم کا صرف کرادینا بالکل عبث اور بیفائدہ ہوگا اور چند دن مین خدانخواستہ کانفرنس ٹوٹ جائیگی اوسوقت نقصان مایہ وشماتت ہمسایہ قلب مین ناسور پیدا کردیگی حضرات ہمکو اسوقت شکر کا کارخانہ جاری کرنا ہے تقاوی تقسیم کردی گئی ہی مشین کی قیمت اور دیگر کامون کیواسطے روپیہ دینا ہی پندرہ ہزار روپیہ کی ضرورت ہی نصف موجود ہی اور نصف کا قوم سی سوال ہی اگر یہ روپیہ نہ دیا گیا تو اس سال کام نہ جاری ہوگا اور صاف کہے دیتے ہین کہ ہم ذمہ دار بھی نہ ٹھرائے جاسکین گے اگر آپ جدید خریدار نہ پیدا کرین تو جو حصص آپنے خرید کئے ہین اونکا روپیہ تو مرحمت فرمائیے ورنہ جو حضرات روپیہ نہین دیتے وہ نہ صرف اپنا بلکہ اون حضرات کا بھی نقصان کرتے ہین جو اپنا اپنا روپیہ ادا فرماچکے ہین۔

بورڈنگ کی عمارت کی سخت ضرورت ہی آپنے اگر اپنا نام چندہ دہندگان کی فہرست مین لکھوایا ہی تو وہ روپیہ بھی مرحمت کیجئے ورنہ محض نام لکھ جانے سی کچھ حاصل نہین۔

روڑکی کالج مین ایک طالب علم کیواسطے عـہ ماہوار اگریکلچرل مین ایک طالب علم کیواسطے عـہ ماہوار تین سال کیلئے اور ہیوٹ ویونگ اسکول مین چار طلبہ کیواسطے چھہ مہینہ کیلئے عـہ ماہوار کی ضرورت ہے۔

مکان دفتر کیواسطے پانچہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ ایک اردو انگریزی اخبار جاری کرنا لازم ہے یہ سب کام اگر آپ حضرات توجہ فرمائین تو ہوجائینگے ورنہ آیندہ بجز جلسہ مین افسوس اور ندامت کے کچھہ حاصل نہوگا اور یہی بخوبی واضح رہنا چاہئے کہ بغیر روپیہ کے ہم لوگون سے کچھہ نہوگا الزام نہ دیا جائے کیونکہ ہم مین سے نہ تو کوئی صاحب اعجاز ہے نہ صاحب دولت ہے قطرہ قطرہ دریا ہوتا ہے سب کی توجہ سے کام ہوگا اگر ایک ایک قصبہ مین ایک ایک شخص بلکہ ایک ایک ضلع مین ایک ایک شخص کو ہماری فریاد پہ رحم آجائے اور اپنی قابل ترحم قوم پر اوسکا دل بھر آئے تو تنہا اوسیکی کوشش اوس قصبہ یا اوس ضلع کیلئے کافی ہوسکتی ہے اگر کچھہ ایسے باہمت حضرات کمر باندہ لین تو مناسب ہوگا کہ اپنے اسمائے گرامی سے مطلع فرمائین امید ہے کہ جو حضرات وجیہ اور باثر ہین اور مقامی حیثیت سے محل اعتماد ہین اونہین کی توجہ زیادہ موثر ہوگی۔

قوم کا خادم السید علی غضنفر عفی عنہ آنریری سکرٹری۔

اصلاح مجھے ہرگز ایسی امید نہ تھی کہ ایسی تحریر کی نوبت آئیگی کیونکہ ہماری قوم ہمیشہ معزز رہی ہے اسکے بار احسان سے دوسری قومین لدی ہوئی ہین پھر تعجب ہے کہ اوس معزز قوم کے کانفرنس کا معزز سکرٹری ایسی تحریر شایع کرنے پر مجبور ہو۔ کاش اب بھی ہماری قوم سمجھے اور جلد تلافی مافات کرے تو کوئی بات نہین۔

جناب سکرٹری صاحب کی خدمت مین بھی اسقدر عرض کرنا ضروری ہے کہ آپکی قوم معزز ہے مگر اسکے ساتھہ غافل بھی۔ ادبا اور دینوی اسے بھی بیخبر لہذا آپکی بھی مزید توجہ کی ضرورت ہے کہ بعض ہمدردان قوم حسب تشد ملک مین دورہ کرین جدید لوگونکو خریدار بنائین اور جن حضرات نے وعدہ کیا تھا اونسے زر وصول فرمائین۔ پہلے معلوم ہوا تھا کہ جناب سید ابو کاظم صاحب رئیس نگینہ ضلع بجنور نے ... وعدہ فرمایا ہے پھر جناب سید حیدر مہدی صاحب

متعلقہ ارجرول کی تحریر بھی اصلاح نمبر ۶ مین شایع ہوئی مگر یہ معلوم ہوا کہ اسپر کہانتک کارروائی کی گئی۔ لہذا اگر قبل اشاعت تحریر ہذا یہ کارروائی کی جاتی تو زیادہ انسب تہا کہ ہماری مخالفین کو ہماری کمزوریو نپر شماتت کا موقع نہ ملتا۔

بعض شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ ابہی تک روئداد کانفرنس نہین شایع ہوئی۔ بعض شکایتین اسکی بہی آئی ہین کہ کارخانہ شکر سازی کے قواعد وضوابط سے ہمکو اطلاع نہوئی لہذا جہانتک ہوسکے اسکے دفعیہ مین کوشش کیجائے۔

ہمارے خیال مین کانفرنس کے ایجنٹ خاص کا دورہ نہایت ضروری ہے جس سے ڈیپوٹیشن کا بہی کام انجام پائے کہ مقاصد و اغراض کانفرنس سے قوم کو آگاہ کرین۔ اور نیز رقم حصہ شکر سازی و چندہ بورڈنگ وصول کرے۔ لہذا جہانتک تعجیل کیجائے انسب ہے فقط اڈیٹر

التقریظات

اصلاح نمبر ۵ مین ہمنے وعدہ کیا تہا کہ کتاب المعارف پر تفصیلی ریویو دونگا مگر لائق مصنف کا خط اوس سے زیادہ ضروری ہے لہذا پہلے وہی خط شایع کیا جاتا ہے وہو ہذا۔

حضرت سلامت۔ تسلیم۔ مزاج عالی۔ آپکا حکم بسر چشم بجالاتا ہون یعنی "المعارف" کی ایک کاپی بکر حاضر کیجاتی ہے تقریظ نہ لکہیگا۔ ریویو تحریر فرمائیگا۔ مین خاطر کی تعریف نہین چاہتا بلکہ آزادانہ راے کا طالب ہون۔ "اصلاح" نمبر ۵ واپس کرتا ہون اسکے عوض مین وہ نمبر عنایت فرمائیگا۔ "اسٹڈی آف شیا ازم" کی اب کوئی جلد باقی نہین ورنہ وہ بہی حاضر کرتا۔ طبع ثانی کم از کم دوسو درخواستین آنے پر موقوف ہے جسکی امید نہین۔

خدا کا شکر ہے زردشتی۔ آریہ سماج۔ برہمو سماج۔ سناتن دہرم۔ جین۔ بدہسٹ۔ تہیاسوفسٹ انگریز وغیرہ مختلف قوم اور مختلف مذہبون کے ماننے والے میرے دوست ہین ان سب کی مذہبی کتابین انگریزی مین میرے پاس موجود ہیں۔ خود یہ لوگ، وقتاً فوقتاً مجھسے مذہبی ذکر کرتے ہین شیعون کے مذہبی خیالات سنکر یہ لوگ بہت حیرت کے ساتھ خوش ہوتے ہین۔ کیونکہ اسوقت تک اونکے پاس کوئی انگریزی یا اُردو مین ایسی کتاب موجود نہ تہی جسکو پڑہکر وہ ہملوگون کے مذہب سے واقف ہوتے۔ اونکے نزدیک ابتک شیعون اور سنیون مین کوئی امتیاز ہی نہتا

اسکے علاوہ وہ وحشیانہ حرکتین جو اہلسنت کے بزرگان دین فتوحات کے سلسلے مین عمل مین لائے زیادہ تر باعث عداوت ہوگئین۔ انصاف شرط ہے شیعون نے اہلسنت کے فتوحات سے کیا فائدہ اوٹھایا جواب اونکے ساتھ اس بدنامی مین شریک ہون۔

بہرصورت چونکہ مین اس کام کیواسطے پیدا کیا گیا ہون کہ شیعونکے مذہب کو اون قومون مین رواج دون جو ابتک اس طریقے سے واقف نہین۔ اسلئے مین نے اپنا قدرتی فرض سمجھکر پہلے انگریزی مین "آسٹڈی آف شیازم" نامی ایک کتاب لکھی۔ یہ بے مبالغہ ساری دنیا مین پہلی کتاب ہے جو انگریزی مین اس مذہب پر لکھی گئی۔ سو صفحون سے زیادہ کتاب کی ضخامت نہ بڑھا سکا۔ افراد قوم سے امید اعانت نہ تھی جسقدر بار اوٹھا سکا اوٹھایا۔ جاپان۔ انگلینڈ۔ امریکا۔ ہندوستان جہان جہان مذہبی تذکرے سنے یا جہان کہین کوئی مذہبی سوسائٹی قائم ہوئی مین نے ایک کاپی کتاب مذکور کی روانہ کی۔ ہزآنر۔ اورولیسرائے نے اس کتاب کو بڑی خوشی سے پڑھا اور شیعون کیطرف اونکے مخالف فرقے کے بہ نسبت زیادہ مہربانی کرنے لگے۔

اس الزام سے بری کرنے کیواسطے۔ کہ شیعہ اور اونکے بزرگان دین (جبتک سر پر تاراے سلطنت ظاہری رہی) اون ناجائز حرکات کے مرتکب نہین ہوے جو اس تہذیب کے زمانہ مین بلکہ فی الواقع بری سمجھی جاتی ہین۔ مینے "المعارف" اردو مین لکھی۔ قوم و مذہب کی ترقی کیواسطے یہ بہی ضرور ہے کہ قوم اپنی تاریخ سے اپنے ملک کے حال سے پوری واقف ہو۔ توحید۔ اخلاق فلسفہ جو ہملوگون نے فضول سمجھکر چھوڑ دیا ہے اوس سے قوم کا واقف کرنا بہت ضروری سمجھا گیا۔ اسکے ساتھ یہہ بہی خیال کیا گیا کہ جن غیر مسلمین بندگان خدا کیواسطے یہ کتاب لکھی گئی ہے اگر وہ تاریخ کے ساتھ ہم لوگون کی توحید و اخلاق سے بہی واقف ہوتے پائین گے تو کوئی بیجا نہ ہوگا۔ اسکے سوا جنکے پاس "اسٹڈی آف شیازم" نہین پہنچی وہ اس کتاب سے ایک حدتک اوسکی تلافی کرلین گے۔

چونکہ یہ ایک بالکل نیا خیال تہا مینے تحریر اور عبارت کا انداز بہی بالکل بدلدیا۔ بزرگان دین کے حالات لکھنے مین بہت کچھ کوشش کی جہانتک ممکن ہوا انگریزی کتابون سے

لئے گئے اس خیال سے کہ اپنی مذہبی کتابون سے لکھنا کچھہ زیادہ اعتبار نہ بڑہائیگا خدا جانے کسقدر انگریزی کتابین دیکھہ ڈالین - اصول بیاگرفی کے مطابق حضرت علی مرتضی کے حالات لکھے گئے - اونکے طبعی حالات پر فلسفیانہ بحث - اونکے مصنفات پر ریویو - ہر قول ہر شعر بلکہ ہر جملے کے مطالب کی توضیح بالکل طبعزاد ہے - خدا کا شکر ہے کسی دوسرے مصنف کے احسان لینے کی ضرورت نہین ہوئی -

جب کتاب چھپکر تیار ہوئی اکثر ہندو دوستون نے بڑی خوشی سے اس کتاب کو خریدا چنانچہ بابو برج نراین بی - اے نے جو ایک حق پسند آدمی ہین اپنے پاس سے دس جلدین خریدکین - جو دھی بڑہا اور جن کو دی اونکو بھی تاکید کی کہ اس کتاب کو پڑہو اور دیکھو کہ شیعون کی توحید کیسی اعلی ہے - اور یہہ لوگ کسقدر اوس الزام سے بری ہین جو غلطی سے انکے ذمے ثابت کیا جاتا ہے - پنڈت سرجو نرائن آریہ سماج اون موحدانہ لیکچرونکو دیکھکر جو "نہج البلاغۃ" سے ترجمہ کئے گئے ہین وجد آ گئے ہین اور کہتے ہین "یہہ توحید لفظ بلفظ وید کی توحید ہے" افسوس ہملوگون کو آجتک شیعون کا مذہب معلوم نہ تہا ورنہ یہہ غلط فہمی نہوتی" اسکے علاوہ "موڈرک میگزین" جو آریہ سماجیونکا انگریزی اخبار ہے اور "زہتیا سوفی ان انڈیا" وغیرہ انگریزی اور اردو رسالے بڑی خوشی کے ساتھہ اس کتاب پر ریویو لکھنے والے ہین جو شاید جون ۱۹۰۷ء کے نمبرون مین شایع ہون -

میرے والد ماجد نواب مظفر حسین خان صاحب نے اس کتاب کی بیس جلدین خریدکین جو فوراً غیر قومون مین تقسیم کردی گئین - نواب سلطان حسین خان صاحب رئیس کانپور - نواب حیدر سلطان صاحب شمس آبادی - نواب سلیمان حسین خان صاحب - نواب لاڈلے صاحب شمس آبادی - اور نواب اقبال بہادر بی - اے نے بہی اس موقع پر ہر طرح میری اعانت اور سچی ہمدردی کی داد دی - اس شکرگذاری سے اسکے علاوہ کہ مین اپنا انسانی فرض ادا کرون - یہ بھی مقصود ہے کہ اور لوگ بہی ان پاک طینت نفوس کی تقلید اپنا قومی فرض سمجہین اور جسطرح حکیم پیارے صاحب اور انکے بہائی میر محمد جعفر صاحب اور میر محسن علی صاحب نے

"المعارف" کی اشاعت مین کوشش کی ہے اور لوگ بھی سعی کرین اور جسطرح ممکن ہو یہہ کتاب غیر قومون مین رواج پائے ۔ غور کیجیے کہ جب مختلف اقوام کے آدمی آپکو اوس عداوت سے بری سمجھین گے جو اشاعت اسلام کے حیلے سے فتوحات کے سلسلے مین پیدا ہو گئی ہے کسقدر وہ آپ کیساتھہ ہمدردی کرینگے اور اونکی ہمدردی کہانتک آپکو مالی نفع پہنچائیگی ۔ مگر یہ شرط ہے کہ پہلے یہہ لوگ اپنی تاریخ اور نیز حالات سے واقف کئے جائین پھر باقاعدہ "شیعہ کانفرنس" مین بلائے جائین ورنہ کچھہ بھی نہوگا ۔ اسوقت ہم لوگون کو روپے سے زیادہ دماغ کی ضرورت ہے ۔

مجھے ان دونون کتابون کے حال لکھنے سے خود ستائی مقصود نہین ۔ بلکہ یہہ منظور ہے کہ آیندہ جو کچھہ جو شخص لکھے وہ ان کتابون کے انداز بیان اور عنوان [illegible] اور نہایت تہذیب اور بے تعصبی کے ساتھہ قلم اوٹھائے ۔ خلافت کے جھگڑے [illegible] کو ہوتے ہوتے تیرہ سو برس گذر گئے ۔ اب میری رائے مین اگر کوئی [illegible] ان باتون سے اعراض کرنا چاہیئے ۔ بلکہ بزرگان دین کے سچے اور بے مبالغہ حالات لکھے جائین اور انکے حالات سے اخلاقی نتیجے نکالے جائین ۔ اونکے اقوال کے ترجمے ہون ۔ اونکی حدیثین (جو پہلے سے [illegible] ہون) اردو مین یا انگریزی مین لکھی جائین ۔ ان حدیثون مین جو کچھہ فلسفیانہ خوبیان ہون وہ بیان کیجائین ۔ اور کوشش کیجائے کہ اسطرح کے رسالے یہہ اخبار یہہ کتابین ۔ آریہ سماج ۔ ہندو پارسی ۔ اور انگریزون کے پاس بھیجے جائین ۔ بھولے سے بھی کوئی ایسی حدیث نہ لکھی جائے جو دل آزار ہو ۔ بلکہ اخوت عام خلائق ۔ سب کے ساتھہ نیکی کرنا وغیرہ وغیرہ مضامین ہون ۔ اسی طرح مضامین وعظون مین ۔ مجلسون مین بھی بیان کئے جائین ۔

معاف کیجئے گا فرض قومی سمجھکر بہت کچھہ بے تکلفانہ گفتگو کی ہے مگر مجبور ہون کہ قوم کی اصلاح کیواسطے ابھی اور زیادہ کہنے کی ضرورت ہے ۔ ہر صیغے مین مجھے تغیر و اصلاح کیضرورت محسوس ہو رہی ہے لیکن کوئی سننے والا نظر نہین آتا ۔ اگر خدا نے چاہا اور آپلوگون نے خواہش ظاہر کی مین بہت وسعت اور بڑی آزادی کے ساتھہ آیندہ اون تمام اصلاحون کو بیان کرسکتا ہون جنکا وقوع آنا نہایت ضروری ہے ۔

ن ۔ س ۔ خاقان حسین عفی عنہ

جناب نواب سید خاقان حسین صاحب مصنف المعارف نے [illegible] وضاحت سے [illegible]

مقاصد کو بیان کیا ہے۔ اس سے زیادہ توضیح کی ضرورت نہین۔ مگر مین اپنی راے آیندہ نمبر
مین ظاہر کرونگا انشاءاللہ کیونکہ کام بہت ہے وقت تنگ۔

سراج مبین فی تاریخ المومنین خود نام سے کتاب کی اور اسکے مقصد کی عظمت ظاہر
ہے کہ جناب امیرالمومنین کی سوانح عمری ہے جسکا ہر مومن کو اشتیاق ہوگا اور کون دل ہے جو
اشتیاق سے خالی ہو سکتا ہے مگر افسوس طبائع ایسے واقع ہوئی ہین کہ اختصار کو سب سے زیادہ ضروری
سمجھتی ہین۔ پھر جناب امیرالمومنین کی سوانح عمری اس اختصار سے کیونکر لکھی جا سکتی ہے کیونکہ
کم سے کم ابتداے اسلام سے لیکر تا وفات جناب امیر جتنے واقعات گذرے وہ سب آپکی سوانح عمری مین
داخل ہین نہ محض اس حیثیت سے کہ آپکے زمانہ مین یہ واقعات پیش آے بلکہ عہد رسول تک کے واقعات
سے آپکا تعلق ویسا ہی تھا کہ کسی شخص کے ہاتھ کے واقعات ہون کیونکہ اگر جناب سید رسالتماب
قلب تھے تو آپ اونکے دست و بازو اگرچہ حضرت نے تو جناب امیر کو اپنے سر سے تشبیہ دی ہے۔ مگر
ہم بخیف نواصب دست و بازو ہی کہتے ہین اور ڈرتے ہین

ہم بہت شکرگذار ہین کہ ہمارے لائق دوست بلکہ عزیز سید اولاد حیدر صاحب فوق بلگرامی
رئیس کواتھ ضلع آرہ نے اس خوش اسلوبی سے اس کتاب کو لکھا ہے کہ معلومات کا ایک ذخیرہ
فراہم ہو گیا عبارت بھی بہت سلیس حوالے بھی نہایت مستند۔
مگر تصنیف مین تعجیل زیادہ کی گئی باینہمہ اگر شائقین نے قدردانی کی تو دوسری اشاعت مین
اس سے زیادہ محاسن جمع ہونگے حجم کتاب ۲۹۶ قیمت ۱۲ جناب مصنف سید اولاد حیدر
صاحب فوق کواتھ ضلع آرہ سے طلب فرمائین۔

مناظرہ رامپور اہلسنت کے فرقہ غیر مقلدین (وہابی) مین فی الحال دو فرقے ہو گئے ہین
ایک مرزائی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہین۔ دوسرا وہی جو عام طور سے وہابی مشہور ہے
دونو بھائیون مین ایک عرصہ سے نزاع قائم ہے جسکے تصفیہ کیلئے ہز ہائینس نواب رامپور دام
اقبالہ حکم مقرر کئے گئے۔ مرزائیونکی طرف سے مولوی محمد احسن صاحب امروہوی مناظر مقرر ہوئے
اور عام اہلحدیث کی طرف سے مولوی ثناءاللہ صاحب امرتسری ۵ اجون سے مناظرہ شروع ہوا۔
اور ۱۰ اجون کو ختم جسمین بقول اہلحدیث اڈیٹر صاحب در رہے اور حیات حضرت عیسیٰ کو

انہون نے ثابت کیا جو درمیان شیعہ و اہلسنت (با استثنائے مرزائی) اتفاقی ہے لہذا ہم بھی مبارکباد دیتے ہین -

اب مرزا ئیون نے زہر اوگلنا شروع کیا اور ہز ہائنس نواب صاحب رامپور دام اقبالہ پر یہ الزام ہے کہ اونہون نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی پیٹھ ٹھونکی اور طرفداری کی اور اسکے جواب مین مولوی ثناء اللہ صاحب اون رعایتونکو جو ہز ہائنس نے مرزائیونکو عنایت فرمایا لکھتے ہین دوسرکار کی رعایات دیکھکر میرے احباب جب مجھے کہتے کہ تم ایسی رعایات کو کیون مان لیتے ہو - مین کہتا - بھائی سرکار کا آج وہی اصول ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اصول صلح حدیبیہ مین تھا کہ جو کچھ مشرکین مکہ کہینگے مانونگا - ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیطرح اتنا ہی عرض کرین نہین بنا جاویگا - اہلحدیث مورخہ ۹ جولائی -

اس جملہ پر بے اختیار کہنا پڑتا ہے کہ حق برزبان جاری ہے کیونکہ ممکن نہین کسی شیعہ سے وہ اصول چھوٹ سکین جو رسول اللہ کے اصول ہین - نہ اہلسنت سے وہ اصول چھوٹ سکتے ہین جو حضرت عمر کے اصول تھے - مگر افسوس یہان بھی آپ افترا سے باز نہ آئے کیونکہ اس فقرہ نے حضرت عمر کی روح کو تڑپا دیا ہوگا جو نہایت خندہ پیشانی سے فرماتے ہونگے او ہمنے کب عرض کیا تھا - ہمنے تو اعتراض کیا تھا اولست نبی اللہ حقا ہمنے تو صاف صاف کہا تھا ماشککت منذ اسلمت کیومئذ یا الا یومئذ ہمنے تو ابوجندل کو تلوار دینا چاہا تھا کہ وہ اپنے باپ کو قتل کرے - یہ کیسا الزام ہے کہ تم کہتے ہو ہمنے عرض کیا تھا یہ تو ہماری شان کے خلاف ہے -

اس مناظرہ کی کیفیت سنکر اڈیٹر النجم کو بھی حوصلہ ہو رہا ہے کہ کسیطرح شرف پاے بوسی ہز ہائنس نواب صاحب دام اقبالہ حاصل کرین کہ وہان شیعہ وسنی کے مناظرہ کا دنگل قائم ہو - مگر افسوس اونکو معلوم نہین کہ معمولی شریف بھی اونسے تخاطب نہین پسند کرتے چہ جائیکہ ہز ہائنس کے دربار مین انکو رسائی ہو - ممبری کمیشن شیعہ وسنی اونکے شرف کو کافی ہے جسمین اپنے قوم کی وہ خیرخواہی کی کہ ہمیشہ یاد رہیگا -

مسئلہ شہادت پر مرزا حیرت سے مباحثہ	پیسہ اخبار مورخہ ۳ جولائی مین حسب ذیل

تحریر شایع ہوئی ہی جو نہایت ضروری ہے - امراؤ مرزا (المعروف بہ مرزا حیرت) نے انکار شہادت کے
عجیب دعوی کو مشہور کرنیکی خاطر صحابہ کرام خصوصاً سیدنا حضرت علی کی شان مین اسقدر فحش اور گندے
الفاظ اپنے اخبار مین متواتر شایع کئے ہین جنکو ایک غیرت مند مسلمان پڑھکر لرز جاتا ہی مگر کسی شخص نے امراؤ
مرزا کو جواب دینے کی ضرورت نہ سمجھی کیونکہ نادان سی نادان بچہ بھی سمجھ سکتا ہی کہ امراؤ مرزا نے یہ مسئلہ
شہرت حاصل کرنیکی غرض سی چھیڑا تھا - پھر اس مین دخل دینا گویا امراؤ مرزا کے منشا کو پورا کرنا تھا
لیکن افسوس سی دیکھا جاتا ہی کہ بعض جاہل شیعہ سنیون مین اس مسئلہ کے سبب باہمی عناد پیدا
ہوگیا ہی اسواسطے ضروری معلوم ہوا کہ امراؤ مرزا کی ان لن ترانیون کا ایک فیصلہ کن جواب
ہو جائے جسکو وہ اپنے اخبار مین اس طرح شایع کرتے ہین کہ کوئی شخص ان سی مباحثہ نہین کرسکتا
حلقہ نظام المشائخ کے بعض اہل باطن اراکین نے غیبی اشارون سی بھی یہ معلوم کیا کہ میرزا حیرت
سی ظاہری تمام بحث کرلیا جاوے تاکہ وہ علمی دلائل کی معقولیت سے قائل ہوجائین - اور اپنی گستاخیون
سے توبہ کرلین ورنہ پھر مواخذہ خداوندی اس دنیا مین ظاہر ہوکر اس خود سری کا بدلہ دیگا چونکہ
حضرات مشائخ نہایت رحم دل اور نوع انسان کے ہمدرد ہین - انھون نے سمجھا کہ مرزا حیرت
کو سنجیدگی سے آگاہ کیا جاوے ممکن ہی کہ اس طرح وہ غضب الہی کی پکڑ سے بچ جائین لہذا پہلے انکی ہدایات
سے اول مرزا صاحب کے پاس ایک رجسٹری خط بھیجا جس مین انکو ایک فیصلہ کن مباحثہ کی دعوت
دی گئی تھی مگر مرزا صاحب نے اسکو ٹال دیا اس کے بعد اسی مضمون کا ایک رجسٹری شدہ خط بھیجا گیا مگر افسوس
آخر وہ بھی واپس آگیا جو مرزا صاحب مباحثہ نہیں کرنا چاہتے - مجبور ہوکر آج اخبار کے ذریعہ سے
اعلان کیا جاتا ہی کہ حلقہ نظام المشائخ کے اراکین محض اس نیت سے کہ ایک مسلمان گمراہی سے نجات
پائے اور دوسرے مسلمانوں کو غلطی نہ ڈالے نہایت ٹھنڈے دل کیساتھ مرزا حیرت سی مسئلہ شہادت
پر مباحثہ کرنا چاہتے ہین میرزا صاحب جہان چاہین مناظرہ کرلین انکو معلوم ہو جائیگا - کہ حضرات صوفیہ
کرام کا یہ مناظرہ جھگڑے اور فساد سی بالکل پاک ہوگا - اور کسی قسم کی ایسی بات نہ ہوگی جس سی نفسانیت
کی بو آئے محض خالصاً لوجہ اللہ مسلمانون خصوصاً مرزا حیرت کی بہتری کیلئے یہ عزم کیا گیا ہی امید ہی
کہ مرزا صاحب بجائے سب و شتم کے سنجیدہ طور پر اس دعوت کو قبول کرینگے - مرزا صاحب کی منظوری کے بعد
ہم ان حضرات کے نام شایع کردینگے جو مباحثہ پر آمادہ ہین

منتظر جواب سید محمود مرتضی احمدی اسسٹنٹ سکریٹری حلقہ نظام المشائخ

علیگڈہ کا خطرہ افسوس یوما فیوماً ترقی کر رہا ہے۔ اختلاف اسمین ہے کہ جسطرح تمامی احکام سلطنت مین ہم یورپین حکام کے ماتحت ہین۔ اسطرح علیگڈہ کالج مین بھی جو زیادہ تر شیعون کے مال سے قائم ہوا۔ اور اب سنیون کا قبضہ زیادہ ہے۔ تمامی اہل سلام تابع ہین یورپین اسٹاف کے۔ یا یورپین اسٹاف بھی اسیطرح سکرٹری و ٹرسٹیون کا ماتحت ہے جسطرح ہندوستانی ملازم ماتحت ہوتے ہین۔

یورپین اسٹاف یعنی کالج کے پرنسپل پروفیسر جو انگریز ہین اسکے خواہان ہین تو کوئی جائے تعجب نہین کیونکہ وہ حکام وقت کے ہم قوم اور ہم وطن ہین۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ٹرسٹیان کالج کی غا[لب] تعداد یہی چاہتی ہے کہ یورپین اسٹاف ہی افسر رہین جو کالج کے نوکر اور ٹرسٹیون کے ماتحت ہین ٹرسٹیان کالج کی تعداد + سے زیادہ ہے جسمین سے کل پندرہ ٹرسٹی تو سکرٹری صاحب نواب وقار الملک کے ہمراے ہین کہ سکرٹری کو حاکم ہونا چاہیے باقی ماندہ ٹرسٹیون کی رائے ہے کہ یورپین اسٹاف کی ماتحتی کرنی چاہیے۔ نتیجہ یہ نکالا جاتا ہے کہ اسوقت مین نواب صاحب مستعفی ہونگے جو فی الواقع نہایت افسوس ناک ہے اور ایسے کالج کی تعلیم یافتون سے کسی قسم کی امید کرنا اوس سے زیادہ افسوسناک ہے۔

اب بھی اگر اہل اسلام شریعت کی پابندی اختیار کرین اور حق و باطل مین تمیز کرین تو اونکی قسمت درست ہو سکتی ہے مگر جب نفس اسلام ہی کو نہ سمجھا تو پھر اوس کی پابندی کیونکر ممکن ہے۔

یہی اختلاف ہے ہمارے اور دوسرے مسلمانون کے درمیان مین کہ وہ دنیا کو مقدم سمجھتے ہین جسطرح حاصل ہو۔ اور ہم دین کو زیادہ ضروری سمجھتے ہین کہ کسیطرح یہ محفوظ رہے۔

ٹرسٹیان کالج کو وہی اختیارات حاصل ہین جو صحابہ کو خلافت پر اقتدار تھا جس سے سب سے پہلے مسٹر محمود معزول کیے گئے جنکو جو سر سید نے لائف سکرٹری مقرر کیا تھا۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ نواب مشتاق حسین خان صاحب دوسرے خلیفہ ہین یا تیسرے کیونکہ اگر مسٹر محمود ... سے وہ بازی جیت لیگئے تو یقیناً خلیفہ دوم مانے جاینگے اور خدانہ کرے کہ وہ خلیفہ سوم قرار پائین۔

خطابات سالگرہ ہم جناب شمس العلما مولوی امداد امام صاحب اثر رئیس مورہ ضلع پٹنہ کو مبارکباد دیتے ہین کہ پہلے آپ شمس العلما تھے اور اب نواب شمس العلما ہوے پھر جناب سید علی احمد سپرنٹنڈنٹ ریاست راٹھوگڈہ کو مبارکباد دیتے ہین کہ گورنمنٹ نے سالگرہ کے موقع پر کو

خانصاحب کے خطاب سے سرفراز کیا حالانکہ آپکے حسن خدمات اس سے زیادہ کا استحقاق پیش کرتے ہیں
اس سال گورنمنٹ خطابات میں مسلمان شاکی ہین کہ اعلی درجہ کے خطابونسے امسال مسلمان محروم
رہے۔ ہندو شاکی ہین کہ مسلمانون سے خان بہادر زیادہ ہوے۔ ہم فرقہ حقہ شیعہ اسی پر
قانع ہین کہ ہمارے یہی دو بزرگ خطاب سے سرفراز ہوے کاش گورنمنٹ زیادہ نظر عاطفت
سے دیکھتی تو معلوم ہوتا ہمارے فرقہ کے کتنے بزرگ ایسے بلکہ اس سے اعلی خطابونکے مستحق ہین۔

مدرسہ الہیات کانپور اس نام اور مدرسہ کی شہرت تو آپ ایک عرصہ سے سن رہے ہین مگر
اسکی اصلیت کیا ہے **وکیل** مورخہ ۲۶ مین ملاحظہ ہو۔ مدرسہ الہیات کانپور کے نام جو صاحب
دریافت فرماتے ہین انکو اس تحریر سے معلوم کرنا چاہیئے کہ اصلاحات کی امید نہ رکھین اور شاید ہی جواب
پائین اراکین مدرسہ کالج کام سے ناواقف نادان دوست کے مصداق ہین عربی مدرس ایک شخص واحد
معمولی لیاقت کے نوعمر ناتجربہ کار طلبہ بوجہ عدم تعلیم بددل و بوجہ کثیر وظائف مقیم تعداد سات یا نو سنسکرت
کے معلم جو پہلے لونڈے پڑھایا کرتے تھے اب مدرسہ کے مدرس ہین۔ انگریزی لازمی نہین اسلئے اسکی تعلیم
بھی مستقل نہین عارضی استاد مل گیا تو خیر ورنہ ہفتوں مفقود۔ اصلی حالات یہ ہیں قوم اسپر
ناز کرے یا جو چاہے کرے ہم اپنی راے محفوظ رکھتے ہین،،
یہ ہین اون قومی کالجون اور درسگاہونکی حالت جنکی مدح سرائی مین صدہا کالم اخبارونکے سیاہ
ہوتے ہین کہ جب پردہ اوٹھایا جاتا ہے تو پہر وہی ڈھاک کے تین پات۔

حالات ایران

افسوس کہ اس قبۃ الاسلام کی حالت روز بروز بدتر ہوئی جاتی ہے گذشتہ نمبر مین ہم شاہی اعلان
شایع کرچکے ہین کہ شاہ نے حقوق پارلیمنٹ دینا منظور کرلیا۔ مگر یہ سب کارروائی صرف نمایشی تھی ورنہ
بخوف جان و دنیا اس شاہ نامسعود سے کسی قسم کی امید فضول و بیکار ہے۔
سپہدار اعظم قریب طہران پہونچ چلے تھے کہ پاے تخت کا محاصرہ کرین مگر چونکہ مقصود اصلی استحکام
سلطنت تہا اس خبر کے سنتے ہی اپنی فوج کو روک لیا اور اظہار مسرت کیلئے چراغان کیا کہ شاید اسی
ذریعہ سے قوم کی فلاح ہو۔ دربار کو شکریہ کا تار بھی دیا۔ مگر اودہر سپہدار اعظم کا قصد محاصرہ
سے باز آنا تہا کہ دربار مین پھر وہی فریب امیز کارروائی شروع ہوگئی کہ جسطرح ہوسکے لٹ

محروم کرین اور حقوق پارلیمنٹ نہ دین۔

دربار نے پھر قرض کا مسئلہ چھیڑا کہ روس سے جدید قرض لیا جائے جسکی مخالفت ابتدا سے کی گئی تھی۔ پھر وہی مشیر سلطنت جمع ہوئے جو باقی فساد تھے امیر بہادر۔ شاپشال یہودی۔ مشیر السلطنت وغیرہ چنانچہ امیر بہادر سپہ سالار فوج بنائے گئے حالانکہ بغیر امضای وزیر جنگ اسکا احتیار نہ تھا۔

۵ جون کا تار ہے کہ بختیاری فوج بسرداری سردار اسعد جانب طہران کوچ کر رہی ہے اور شہر قم مین قیام پذیر ہے سفیر روس و انگریز نے اصفہان تک تعاقب کیا کہ حملہ طہران سے روکین۔

۶ جون سعد الدولہ نے اس حملہ کے خوف سے استعفا دیا۔

۹ جون کا تار ہے کہ سردار اسعد نے جواب سفیر روس و انگریزی بیان کیا کہ تا وقت انعقاد پارلیمنٹ ہمارا قیام قم مین رہیگا تاکہ دیکھین شاہ اپنے وعدہ کا کہانتک ایفا کرتے ہین۔

دوسری خبر یہ ہے کہ سفیر روس و انگریزی فہمایش سردار اسعد مین ناکام رہے۔ اور شاہ نے بھی جنگ کی تیاری شروع کر دی ہے۔ ارکان سلطنت اس خبر سے بہت خوفزدہ ہین سعد الدولہ پھر اپنے عہدہ پر مقرر ہوے۔ ۱۳ جون کا تار ہے کہ روس نے اپنی رعایا کی حفاظت کیلئے توپ اور کچھ فوج طہران کیطرف روانہ کیا ہے اور اسکا حکم دیا ہے کہ سلطنت و ملت کے امور مین مداخلت نہ کرے۔ یہ بھی جاری ہے۔ ۲ جولائی کا تار ہے کہ بازار اور دوکانین سب بند ہین پولیس سے انتظام نہین ہو سکتا۔ قزوین کا خاص تار بنام حبل المتین ہے کہ سپہدار اعظم مع فوج جانب طہران روانہ ہوگئے۔ واقعاً اگر سردار اسعد نے قم سے اور سپہدار اعظم نے منجانب قزوین حملہ کیا تو مشکل ہے کہ شاہ کو پھر امان ملسکے۔ مگر افسوس ہے تو اسکا کہ روس کے خوف سے ایرانیون کی جان نکلتی ہے لہذا مشکل ہے کہ کوئی کام کرسکین روس تو پہلے ہی سے تبریز مین قدم جمائے ہوئے ہے۔ اب دربار نے بھی تار دیا ہے کہ ہم جان و مال رعایاے خارجہ کی حفاظت کے ذمہ دار نہین ہین جسکے صریحی مطلب یہ ہین کہ تم آکر اپنی رعایا کی حفاظت کرو۔ اس سے بڑھکر کسی سلطنت کی کیا دعوت ہو سکتی ہے۔

مشہد مقدس مین بھی روس نے حملہ کیا روضہ اقدس پر گولہ باری ہوئی دو سو مسلمان شہید ہوے

اخبار طمس لکھتا ہے کہ ستار خان و باقر خان جو جنگ تبریز مین قومی فوج کے سردار تھے اور جنکے

کارہائے نمایاں آجتک یادگار زمانہ ہیں روسیونکے ظلم و تعدی سے پہلے سفارتخانہ انگریزی مین پناہ گزین ہوئے۔ مگر سفارتخانہ نے نامنظور کیا تب ۱۱ مئی کو عثمانی سفارتخانہ مین پناہ گزین ہوئے۔

آذربائیجان کی حالت بہت ابتر ہے ڈہائی ہزار فوج عثمانی نے مراغہ پر قبضہ کر لیا۔ اور ارومیہ سلماس کے شاہراہ پر بھی انہوں نے قبضہ کر لیا اس سے اور بھی تشویش ہو رہی ہے۔

آقا سید عبدالحسین صاحب مجتہد لار جنکے قتل و اسیری کی خبر پہلے شایع ہو چکی تھی بعزم لار روانہ ہوئے اور علم مشروطیت بلند کر رہے ہین خداوند عالم اس وجود مبارک کو جملہ آفات سے محفوظ رکھے۔

مارننگ پوسٹ لکھتا ہے کہ طہران مین جہان جہان **ستار خان** اور دوسری سرداران ملی کی تصویرین آویزان تہین شاہی فوج نے اونپر دست درازی کی اور ان تصاویر کو ضائع کر دیا۔

روسی اخبارون مین یہ خبر گشت لگا رہی ہے کہ عثمانیون نے ہماری مخالفت مین اذربائیجان مین سخت ایستادگی کی ہے لہذا خوف جنگ عظیم ہے عثمانیون نے خوی سلماس۔ ارومیہ پر قبضہ کر لیا ہے جس سے روس کو سخت خطرہ ہے۔ روسیون نے چاہا تھا کہ حسب ارادہ جلفا کے بہانہ سے ستار خان کے مکان پر قبضہ کرین مگر عثمانی شہبندر نے فوراً عثمانی علم اوس عمارت پر بلند کیا (کہ ہماری حمایت مین ہے) اسوجہ سے روس بالکل ناامید ہو گئے۔ شہبندر نے اسکا بھی اعلان کیا ہے کہ ستار خان و باقر خان و دیگر سرداران ملی کی نسبت جو دعوی ہو وہ بدرمیانگی ہمارے طے ہو۔ یہ ایسے اسباب جمع ہو رہے ہین کہ آذربائیجانیونکا میلان عثمانیونکی طرف ترقی کر رہا ہے وہ کہتے ہین کہ اگر ایران اپنی حفاظت آپ نہین کر سکتا تو بہ نسبت اسکے کہ ہم روس کی رعیت بنین عثمانی رعیت بننا زیادہ قبول ہے

جرمن۔ مین ایک کمیٹی قائم ہوئی ہے جو ایرانی اور جرمنی سے مرکب ہے۔ یہ لوگ وزراء جرمن کی خدمت مین حاضر ہوے کہ قیصر جرمن سے امداد خواہ ہون۔ وزراء نے متفق اللفظ جواب دیا کہ اہل ایران کسی طرح خوف نہ کرین کسی طاقت کی یہ مجال نہین ہے کہ ایران پر تصرف کر سکے اگر ایسا ہوا تو سمجھ رکھو تمام دول مین جنگ شروع ہو جائیگی۔ اس جواب سے جرمن کا رسوخ ایران مین روز بروز ترقی پر ہے

افسوس ہے کہ دولت انگلیشیہ کا رسوخ محض ابلہ فریبی روس کیوجہ سے روز بروز ایران سے کم ہوتا جاتا ہے۔ ادہر عثمانی۔ ادہر جرمنی رسوخ بڑھ رہا ہے حالانکہ ہماری دلی خواہش یہ تہی کہ بجائے روس کے انگریزی اقتدار وہان زیادہ ہوتا کیونکہ مسلمانونکو جو تعلق برٹش گورنمنٹ سے ہے اوس کا

تقاضا یہی ہے کہ عظمیٰ اسلامی سلطنت یعنی دولت عثمانیہ اور ہماری گورنمنٹ سے اتحاد ہو۔

الاوصیاء قلت اللہ و رسولہ اعلم قال ادم وصیہ شیث وکان افضل من ترکہ بعدہ من ولدہ وکان وصی نوح سام وکان افضل من ترکہ بعدہ وکان وصی موسیٰ یوشع وکان افضل من ترکہ وکان وصی سلیمان آصف بن برخیا وکان افضل من ترکہ وکان وصی عیسی شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترکہ بعدہ۔

کو جانتا ہے سلمان نے کہا اللہ و رسول جانتے ہین آنحضرت نے فرمایا آدم کے وصی شیث علیہ السلام تھے اور جن کو آدمؑ نے چھوڑا تھا اون سب سے حضرت شیث افضل تھے اسی طرح حضرت نوحؑ کے وصی حضرت سام اور حضرت موسیٰؑ کے یوشع بن نون اور حضرت سلیمان کے آصف برخیا اور حضرت عیسی کے شمعون بن فرخیا تھے اور یہ سب اپنے زمانہ وصایت مین سب سے افضل بہی تھے انتہی

پس یہان لفظ افضل سے مراد عصمت ہے اگر عصمت نہو تو تمام سے افضل ہونا معلوم کیونکہ صدور گناہ پر اوس سے آیندہ اجتناب کرنے والے تو بکثرت ہوتے ہین مگر ایسے ہی نہین ہوتے کہ اونسے کبہی گناہ ہی نہوا ہو۔ یہہ خاصہ معصوم ہی کا ہو سکتا ہے کہ اوس سے عمداً و سہواً خطا تک نہو اسی وجہ سے اللہ تعالی نے صاحبان عصمت کی یہ تعریف فرمائی ہے کہ وہ لوگ حکم خدا پر سبقت لا یسبقونہ بالقول وھم بامرہ یعملون کرتے اور جو اونکو حکم ہوا ہے وہی کرتے (سورہ انبیاء) لاینال عھدالظالمین (سورہ بقر) ہین اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ عہدۂ نبوت ظالمون کو نہین ملتا۔ اور تجربہ اور مشاہدہ سے بھی ثابت ہے کہ جب خلق اللہ کسی کو گنہگار و ناپارسا پاتی ہے تو اوسکی تقلید و اتباع بامید مفاد معاد نہین کرتی اور نہ کوئی بے ریا خدا پرست مرشد کسی ناپرہیزگار و غیر متدین مرید کو اپنا جانشین کرنا چاہتا ہے پس ان بدیہی مشاہدات سے ظاہر ہے کہ شرائع

سابقہ کے خلفاء معصوم ہوتے تھے اور معصوم ہونے ہی کی وجہ سے منصوص ہوتے تھے نہ اسکے برخلاف اس دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ شرایع سابقہ میں بھی مسئلہ امامۃ اصول عقائد مین داخل تھا ورنہ اگر داخل نہوتا تو انسداد گمراہی کے لئے ایک پیغمبر دوسرے آنے والے پیغمبر کی بشارت نہ دیتا کیونکہ جب اقرار امامت اور اتباع امام پر مدار نجات نہ تھا تو پھر نبی آیندہ کی بشارت لغو ماننی پڑیگی چونکہ فعل خدا اور فعل مامور من اللہ عبث نہین ہوتے لہذا معلوم ہوگیا کہ حکمت بشارت مشیر نجات تھی جو ہر وصی اپنے وصی آیندہ یا مرسلین آیندہ کی خبر دیتا تھا تاکہ اس سے گذشتہ و آیندہ کی تصدیق بھی ہوجائے اور خلق خدا مین فتنہ و فساد نہو اور اونکی عاقبت بھی نہ بگڑنے پائے پس حکمت بشارت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء کے اوصیاء معصوم و منصوص ہوتے تھے جس سے ظاہر ہوا کہ امامۃ و وصایت کا عقیدہ ہر معتقد پیغمبر کا ہوگا۔

دلیل دوم مسئلہ امامت اگر اصول عقائد مین داخل نہوتا تو امت مرحومہ تمام انبیاء و مرسلین پر ایمان لانیکی مکلف نہوتی پس ثابت ہوگیا کہ جب ہر صاحب شریعت اور اونکے خلفاء موسوم بانبیاء پر بقید عصمت ایمان لانا شرط اسلام ہے اور ہر فرقہ اہلسنت اسلام کا مدعی ہے تو اونکے یہان بھی مسئلہ امامت ضرور اصول عقائد مین داخل ہے۔

دلیل سوم یہہ کہ جب خالق مطلق نے بسیاق آیت یوم ندعوا کل اناس بامامھم کسیکو بے امام نہین پیدا کیا۔ اور پیغمبر خدا نے بھی اپنی مسجد و فوج تک کو کبھی امام بغیر نہ رکھا اور نہ صحابہ بغیر امام رہے تو اہلسنت جو اتباع صحابہ و پیغمبر کے مدعی ہین اونکے اصول عقائد مین امامت کا داخل نہونا چہ معنی دارد۔

تنبیہ۔ تمام فرق اسلام کا عقیدہ ہے کہ پیغمبر خدا افضل المرسلین ہین اس بنا پر اونکے خلفاء کا بھی شرایع سابقہ کے خلفاء و اوصیاء سے افضل ہونا ضرور ہے ورنہ کمال افضلیت مین نقص رہیگا تو خدا کے فضل سے اونکی افضلیت و عصمت

دونون ثابت ہے کیونکہ اون اوصیاء کی خلافتین اخبار کثیرہ مشہورہ سے منصوص نہین اور شیخین کی اجماع سے جسکا درجہ ہر زمان مین تواتر کی مقدار سے بڑھا ہوا ہے اسیطرح اگر شریعۃ سابقہ کے خلفاء و اوصیاء کو عصمت نبوت حاصل تھی تو شیخین کو عصمت اجماعی چونکہ یہ مسئلہ جدید علم کلام کا ہے جس سے اکثر طبایع ناواقف ہونگے لہذا اوسکی وضاحت تابمقدور کر دیتے ہین اور باقی تفصیل کو صاحبان علم کے فہم پر محول کرتے ہین۔

صفات عصمت اجماعی مع مثال

مذہب اہلسنت مین انبیاء و مرسلین کی عصمت باتفاق اس طرح نہین مانی گئی ہے کہ معاذ اللہ وہ صغیرہ و کبیرہ سے معصوم تھے یا خدانخواستہ وہ تبلیغ احکام خدا مین غلطی نہ کرتے تھے یا عیاذاً باللہ وہ قبل بعثت کافر نہ تھے چنانچہ ایسے اعمال و افعال ہونیکے ثبوت تو بکثرت کتب عقاید وغیرہ مین بشرح و بسط موجود ہین چنانچہ شرح مسلم الثبوت صفحہ ۳۵۹ مین بحر العلوم نے لکھا ہے۔

ولا تصغ الی قول من یقول ان الانبیاء کیف یخطئون فی احکام اللہ تعالی فان ھذا القول قد صدر من شیاطین اھل البدع کالروافض وغیرھم الم تر اھل الحق من اھل السنۃ والجماعۃ القامعین للبدعۃ کثرھم اللہ تعالے یجوزون علی الانبیاء الخطأ کما ظھر فی اساری بدر من سید العالم صلوٰۃ اللہ وسلامہ

تم اوس شخص کی بات نہ مانو جو یہہ کہتا ہے کہ انبیاء کیونکر خطا کر سکتے ہین احکام خدا مین بیشک یہہ قول شیاطین اہل بدعت سے صادر ہوا ہے جیسے روافض وغیرہ۔ کیا تونے اہل حق یعنی اہلسنت وجماعت جو قامع بدعت ہین اونکو نہین دیکھا کہ وہ انبیاء سے خطا کو جائز جانتے ہین جیسا کہ آنحضرت سے اسیران بدر کے بارے مین خطا ہوئی اور ایسی ہی

علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین وکیف وقع من داؤد علیہ السلام فی الحرث وفی الحکم لاحد المرئتین مع کونہ للاٰخر کما ھو مشروح فی الصحیحین

خطا حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک کھیت کے معاملہ مین ہوئی اور ایسی ہی خطا دونون عورتون کی کے باب مین اونسے ہوئی جیسا کہ صحیحین مین شرح مذکور ہے انتہی محصلاً ۔

اور قبل بعثت کافر ہونیکے بارے مین فخر رازی کی تفسیر کبیر جلد آٹھ صفحہ ۶۰۲ مین ہے - اعلم ان بعض الناس ذھب الی انہ کان کافرا فی اول الامر ثم ھداہ اللہ وجعلہ نبیا قال الکلبی وجدک ضالا یعنی کافرا فی قوم ضلال فھداک للتوحید وقال السدی کان علی دین قومہ اربعین سنۃ ۔

بعض لوگ اسطرف گئے ہین کہ آنحضرت پہلے کافر تھے پھر خدانے اونکی ہدایت کی اور نبی بنایا امام کلبی نے کہا کہ وجدک ضالاً سے مراد خدا یہ ہے کہ آنحضرت قوم گمراہ مین کافر تھے پس خدانے توحید کیطرف ہدایت کی اور امام سدی نے کہا کہ آنحضرت چالیس سال تک اپنی قوم کے مذہب پر تھے انتہی محصلاً ۔

ان تصریحات سے ثابت ہوگیا کہ روافض کے پیغمبر و ائمہ کیا ہمارے پیغمبر معصوم نہین ہوا کرتے ہان اس بات مین ضرور معصوم ہوتے ہین کہ وہ نزول احکام خدا کے دعوی مین جھوٹے نہین ہوتے نہ عمداً کسی کی فضیلت بیان کرتے ہین نہ سہواً حق عباد کا اتلاف کرتے ہین اور حضرات شیعہ جو اپنے ائمہ کی خلافت کو منصوص بتاتے ہین اور افضل المرسلین کی خلافت کی بنیاد پر اپنے ائمہ کی عصمت بھی مرسلین کی سی عصمت بتاتے ہین - تو اونکا یہ دعوی محض غلط ہے کیا معنی کہ ضرورۃ عصمت مرسلین تبلیغ احکام خدا سے متعلق ہوا کرتی ہے تو وہ ائمہ شیعہ سے متعلق نہ ہی بلکہ وہ آنحضرت کی وفات کے قبل ہی ختم ہو چکی تھی یعنی آیہ اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا کے نزول کے بعد

پھر کوئی آیت نازل نہین ہوئی اسی وجہ سے عصمت مرسلینی بھی آپسے سلب ہو چلی تھی چنانچہ اس دعوی کا ثبوت یہ ہے کہ جب آنحضرت نے صحابہ سے فرمایا جھزوا جیش اسامۃ لعن اللہ من تخلف عنہا تو عصمت مرسلینی کے سلب وزوال کے غم اور عصمت آیندہ کے حصول کے تردد مین ہر شخص تہا اس وجہ سے آپکے اس ارشاد کی تعمیل نہ کی گئی۔ اسیطرح جب آنحضرت نے اپنے مرض موت مین صحابہ سے فرمایا ایتونی بدوات اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدی ابدا تو اسکی بھی تعمیل نہ کی گئی بلکہ اسکے جواب مین بکثرت صحابہ اور بالخصوص حضرت فاروق نے کہا تہا ان الرجل لیھجر حسبنا کتاب اللہ عندنا جیسا کہ کتب فریقین مین درج ہے اور جو بالفرض حضرات شیعہ اپنے ائمہ کے لئے عصمت نبوت جیسی عصمت تجویز کرین تو بفضلہ عصمت اجماعی کے مقابلہ مین عصمت نبوت کچھہ مال نہین ہے ان دونون مین کاہ وکوہ کا فرق ہے کیونکہ عصمت نبوت مقید و مقلد ہے اور عصمت اجماعی مجتہد اور مقتدا ہے — عصمت نبوت مطیع و تابع ہے اور عصمت اجماعی مطاع شریعت پس اس مین اور اوسمین آفتاب اور ذرہ کا تناسب ہے وہ باخبار احاد ہے اور یہ باختیار اجماع وہ بیکار یہہ باکار۔ کیونکہ عصمت اجماعی حسب موقع وضرورۃ احکام خدا ورسول مین تغیر و تبدل و اسقاط و حذف وکمی و بیشی و ایجاد و اختراع و نسخ و فسخ کر سکتی ہے اور عصمت نبوت کو یہ اقتدار میسر نہین چنانچہ عصمت اجماعی کے اقتدارات کثیرہ سے صرف دو مثالین پیش کرتا ہون جنکا اتباع تمام خلفاء و ائمہ اہلسنت نے کیا اور جب ضرورۃ ہوئی تو اونھون نے احکام خدا کیہ تغیر و تبدل وغیرہ مین اونکے علاوہ بھی تغیر وغیرہ کیا اور اہلسنت سب کو برحق جانتے ہین۔ اور جو برحق نہین بھی جانتے تو ان معاہدات کو کفر بھی نہین مانتے جس سے اتفاق ثابت ہے۔

مثال اول حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آیت یوصیکم اللہ فی

او لادکم الخ کے خلاف وراثت پیغمبر کا ترکہ ساقط کر دیا چونکہ آپنے آیت کی عمومیت کا اسقاط و حذف باقتدار عصمت اجماعی کیا تھا اس وجہ سے اوسکو تمام صحابہ و خلفا اور اونکی تابعین نسلون نے قبول کیا اور آجتک وہ حذف واسقاط عمومی جائز ماناجاتا ہے اور اسی بنیاد پر اصول تفسیر اور اصول فقہ مین تعمیم کی تخصیص اور تخصیص کی تعمیم کو جائز لکھا ہے۔

مثال دوم جناب موصوف نے آیت واعلموا انما غنمتم من شئی فان للہ خمسہ وللرسول ولذی القربی کے خلاف اہل بیت رسول اور تمام بنی ہاشم کو خمس دینا موقوف کردیا جسکی گواہ کتب صحاح و شروح صحاح وغیرہ مین اور ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فقرا بنی ہاشم کو بھی خمس نہ دیا اور باوجود نسخ حکم خدا کے جناب موصوف کی نسبت کوئی الزام قائم نہین ہوا کیونکہ عصمت اجماعی آپکی محافظ ایمان و اسلام ہے۔ اور انکے اتباع یعنی اہلسنت کا خدا و رسول کی نسبت مجتہد ہونیکا بھی عقیدہ ہے لہذا نص المجتہد قد یخطی وقد یصیب مشیر نجات ہے۔

مثال سوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بعض صحابہ پر رجم فرما کر آیہ رجم کو قرآن مین داخل نہ کیا چنانچہ فتح الباری جلد ۱۲ صفحہ ۱۲۳ مین جہان آیہ رجم کی تحقیق ہے وہان زید بن اسلم سے روایت ہے۔

ان عمر خطب الناس فقال لاتشکوا فی الرجم فانہ حق ولقد ہممت ان اکتبہ فی المصحف فسالت ابی بن کعب فقال الیس انتنی انا استقرئہا رسول اللہ صلعم فدفعت فی صدری وقلت استقرئہ	حضرت عمر نے بطریق خطبہ فرمایا رجم مین شک نہ کرو کیونکہ وہ حق ہے اور مینے بھی قصد کیا تھا کہ آیہ رجم کو قرآن مین لکھدون لیکن اتفاقاً ابی بن کعب سے پوچھا گیا تو اونہون نے کہا کہ ہم رسول خدا سے آیہ رجم پڑہ رہے تھے (تو اے عمر نے تم نے)

ایۃ الرجم وھو یتسافدون تسافد الحمر رجالہ ثقات وفیہ اشارۃ الی بیان السبب فی رفع تلاوتھا الی ان قال فقال عمر الا تری ان الشیخ اذا زنی ولم یحصن جلد وان الشاب اذا زنی وقد احصن رجم فیستفاد من ھذا الحدیث السبب فی نسخ تلاوتھا۔

میرے سینہ مین مارا اور کہا آنحضرت سے تم آیہ رجم پڑھ رہے ہو حالانکہ صحابہ مثل حمار تسافد کرتے ہین یعنی جیسے گدہے بغیر شرم ولحاظ گدہی پر چڑہتے ہین ویسے ہی یہہ بہی کرتے ہین (صاحب شرح لکھتے ہین کہ) اس حدیث کے راوی ثقہ ہین اور اس حدیث مین آیہ رجم کی تلاوت کی موقوفی کا اشارہ ہے (یہانتک کہا) عمر نے (کسی اور یا اوسی موقع پر) کہ تو کیا نہین دیکھتا کہ بڈہا جب زنا کرے اور محصن نہو تو درہ لگایا جائیگا اور جب جوان زنا کرے تو اوسپر رجم ہے (ابن حجر عسقلانی کہتے ہین کہ) اس حدیث سے مستفاد ہوتا ہے کہ آیت رجم کی تلاوت کے منسوخ ہونے کی یہی وجہ ہے انتہی محصلاً۔

ظاہر ہے کہ جب بکثرت روایات سے ثابت ہے کہ صحابہ اسکی تلاوت کرتے تھے اور آنحضرت سے سیکہتے تھے اور حضرت فاروق کو بھی اسکا علم تھا کہ آیت رجم یعنی الشیخ و الشیخۃ اذا زنیا فارجموھما البتۃ قرآن کی آیت ہے اور آنحضرت نے اور خود نے بہی رجم کیا تھا تو اسکو داخل قرآن کرنا چاہیئے تھا لیکن بمصلحت رواج زنا آیت رجم حضرت فاروق نے داخل قرآن نہ کی تو یہہ اقتدار عصمت اجماعی کا تھا ورنہ اگر کسی اور ملت مین ایسا کیا جاتا تو وہ کرنے والا مزور مرتد قرار پاتا لیکن یہ شرف اللہ نے صرف مذہب اہلسنت ہی کو بخشا ہے حتی کہ اختلاف امۃ بہی رحمت ہے۔

تنبیہ ایسے ہی اقتدارات کی بنیاد پر صاحب تحفہ اثناعشریہ نے حدیث تشبیہ کی بحث مین لکھا ہے آنقدر احادیث دالہ بر تشبیہ بانبیاء کہ در حق شیخین

مروی وثابت است کہ ورحق بسیحک از معاصرین الشان ثابت ولہذا محققین صوفیہ نوشتہ اند کہ شیخین حامل کمالات نبوت بودند امیر حامل کمالات ولایت انتہی بلفظہ آمنا و صدقنا

مثال چہارم مخالفان اسلام سے بالعموم مقاتلہ کی ممانعت میں ہین جن مین سے چند یہان پیش کیجاتی ہین جنکا حاصل یہ ہے۔ خدا

وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین و ولا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیہم ان اللہ یحب المقسطین و ولا یجرمنکم شنآن قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقوی۔	اون لوگون سے لڑو جو لڑتے ہین اور اوس حد نہ بڑہو اللہ حد سے بڑہنے والے کو پسند نہین کرتا و جو لوگ تم سے لڑائی نہین لڑے اور نہ تم کو نے گہر سے یعنی وطن سے نکالا نسبت تمکو خدا اس بات سے نہین کرتا کہ تم اونکے ساتھ احسان نہ کرو تاکہ وہ تمسے بیزار ہوا اونکے ساتھ انصاف نہ کرو

اللہ انصاف کرنے والونکو دوست رکہتا ہے و کسی قوم کی دشمنی تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف ترک کرو و نہین ضرور عدل کرو عدل تقوی سے بہت قریب ہے انتہی محصلاً

آیہ اول مین لڑنے والون سے لڑنیکی اجازت ہے نہ دور درازمانے کے خانہ نشینون سے آیہ دوم سے مستفاد ہوتا ہے کہ جن کفار نے تمکو وطن نہین کیا اور نہ تم سے مذہبی لڑائی لڑے تو اونسے نہ لڑو بلکہ اون سے عدل و انصاف کا برتاو کرو۔ آیہ سوم سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم مین انصاف کرو وہ قوم خواہ موافق ہو یا مخالف اسلام پھر ان

تیرہوین رجب المرجب

عید سعید میلاد جناب امیر المومنین علیہ السلام مبارکباد- اس تقریب مبارک و میمون کی خوشی مین جو صاحب خریداری اصلاح منظور کرینگے ایک سال تک نصف چندہ پر اصلاح روانہ ہوگا- مگر شرط یہ ہے کہ منی آڈر ہو یا درخواست ۱۳ ارجب کو ڈاکخانہ مین ڈالدیجائے -

فیاضان قوم! اگر غربا و ناداران قوم کے نام اصلاح مفت جاری کرانا چاہین تو جسقدر روپیہ دفتر مین عنایت فرمائینگے دفتر بھی اپنی طرف سے اوسی تعداد کے مطابق بلاقیمت پرچہ جاری کرے گا۔

اعلان

ہمکو اپنی قوم کی عسرت بھی معلوم ہے اور دینداری کا شوق بھی لہذا حسب ذیل رعایت سے ہماری قوم اس ماہ مبارک مین مستفید ہوسکتی ہے- اور یہ آخری رعایت ہے-

مناظرہ احمدیہ حصہ اول- بقدر شرح اصلی قیمت ۴/ تخفیفی ۲/

نہج البلاغہ- رسالہ وضو- الحجرہ- دفع الوثوق- تاریخ الاذان

جواب شرح حضرت سکینہ بنت الحسین علیہا السلام کے ناول کا محققانہ جواب بجاے ۱۲/

تصحیح تاریخ حصہ اول جہاں مین چھپی ہے ۱۲/ علاوہ محصولڈاک

اصلاح جلد دہم

جو ۱۳۳۵ھ مین پندرہ روزہ تھا ماہوار شایع ہوئے کامل جلدین اسکی بہت کم رہ گئی ہین قیمت اصلی سے رعایتی

الشمس

جسمین صرف تحریف قرآن کی مکمل بحث ہے ہر جلد کی تخفیفی قیمت ۵/ علاوہ محصولڈاک

کل مراسلات صرف بنام منیجر اصلاح کھجوہ ضلع سارن ہونی چاہیے-

ضروری نوٹ- اگر بعوض وی پی طلب کرینگے آپ روپیہ بذریعہ منی آڈر عنایت فرمائین تو نہایت انسب ہے محصولڈاک قیمت سے علاوہ ہونا چاہیے-

سید نظیر حسین پرنٹر پبلشر کو اس نام سے خط نہ آئے